جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○

جون ۲۰۰۱ء ربیع اول ۱۴۲۲ھ

پشاور

پاکستان

العصر

مصور

ماہنامہ

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمن

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ ــــ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

مجلس ادارت

مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

جون ۲۰۰۱ء　ربیع اوّل ۱۴۲۲ھ　جلد ۷　شمارہ ۶

فہرست مضامین

اسلام اور انسانی حقوق	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۲۵
انقلاب ماہیت	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۳۲
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۴۳
اخبار الجامعہ	مولانا تحمید اللہ جان	۴۷
تبصرہ کتب	مولانا جلال الدین	۴۸

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰ پشاور صدر - صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشرودفتر: مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے / سالانہ اندرون ملک ۱۰۰ روپے بیرون ملک ۲۰ ڈالر کی قیمت

جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع

گھر انسان کی بنیادی ضرورت ہے خود اور اپنی اولاد کے آرام و سکون کے لئے ہر ایک گھر بنانے کی کوشش میں رہتا ہے زندگی بھر ایک گھر کی تعمیر انسان کی واحد آرزو اور تمنا ہوتی ہے لیکن کیا ہم نے کہیں یہ سوچا کہ دنیا کی عارضی زندگی کی نسبت سے ہمیں قیامت کی ابدی زندگی میں بہتر سے گھر بنانے کی ضرورت ہے یہاں تو پھر بھی ذاتی مکان نہ ہونے کی صورت میں کرایہ کے مکان میں زندگی کی صبح و شام تمام ہو سکتی۔ ہے لیکن قیامت میں کرایہ داری کا نظام نہیں پایا جاتا

آئیے بغیر سوچے فیصلہ کیجئے

کہ ہمیں جنت میں گھر بنانا ضروری ہے اس کے لئے آپ کرہ ارض پر مسجد بنا کر یا کسی دینی درسگاہ کی تعمیر میں حصہ لیکر اپنی آرزو پوری کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جامعہ عثمانیہ نے بنات اسلام کے لئے ﴿مدرسہ سیدہ فاطمہؓ﴾ کے عظیم منصوبہ پر کام شروع کر کے دو مراحل میں جامعہ کے ساتھ ساتھ سترہ مرلہ کا پلاٹ تقریباً دس لاکھ روپے میں خرید کر مسلمانوں کو جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع فراہم کیا ہے۔ زرزمین کا یہ ناقابل تحمل بوجھ اٹھانے میں کوشش کیجئے اور مسلمان بچیوں کی تعلیم و تربیت میں دل کھول کر حصہ لیں۔

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

Scanned with CamScanner

صدائے عصر

ادار یہ

اسلام اور انسانی حقوق

شیخ زائد اسلامک سنٹر پشاور یونیورسٹی میں انسانی حقوق کے حوالہ سے 30 جون 2001ء بروز بدھ ایک سیمینار منعقد ہوا جس سے مدیر العصر حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے خطاب کیا - افادہ عامہ کے لئے آپ کے خطاب کو اداریہ کے صفحات میں جگہ دی جارہی ہے

(ادارہ)

میری اسلامی برادری!

میں سب سے پہلے رفیق محترم جناب ڈاکٹر عبدالغفور صاحب زید مجدھم کا شکریہ ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں جنہوں نے مجھے آپ جیسی علمی شخصیات کے سامنے چند معروضات پیش کرنے کا موقعہ فراہم کیا اور پھر آپ سب حضرات کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ حضرات اپنا تعلیمی نظام معطل کر کے میری طالب علمانہ باتیں سننے کے لئے بیٹھ کر حوصلہ افزائی فرمارہے ہیں - خدا کرے کہ ہماری اور آپ سب کی یہ محنت دربار الٰہی میں نجات کا ذریعہ ثابت ہو -

معزز سامعین!

اس میں کوئی شک نہیں کہ ﴿انسانی حقوق﴾ کا نعرہ موجودہ وقت میں خاص اہمیت کا حامل ہے مالیاتی اداروں کے تعاون اور بین الاقوامی میدان میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے ﴿انسانی حقوق﴾ کی اصطلاح بطور ہتھیار استعمال ہوتی ہے بلکہ جغرافیائی نقشہ کی تبدیلی میں اس کا اثر ہے انسانی حقوق کے حوالے سے قومیں اپنا وجود منواتی ہیں اور اس میں ادنی چشم پوشی سے اپنا وجود کھو سکتی ہیں -

گرامی قدر حضرات:

﴿انسانی حقوق﴾ کی عمر بطور اصطلاح اگرچہ نہایت مختصر ہے کیونکہ اس کا تاریخی سفر دوسری جنگ عظیم کے بعد اقوام متحدہ کے معرض وجود میں آنے پر دفعہ نمبر 55 کے حوالہ سے جب 32 ممبران کا ذیلی ادارہ 1948ء میں قائم ہوا اور اس کی تجویز کردہ سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اقوام متحدہ خاص سرگرمیاں اپنائے تو یہاں سے اس کی زندگی کی بہاریں شروع ہوئیں جن ممالک میں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر جہاں کہیں کسی ادنی غفلت کا احساس ہوا تو ان ممالک کے خلاف تادیبی کاروائی سے اس نعرہ کو اور پذیرائی ملی لیکن اسلام میں اس کا تاریخی سفر ﴿علم الانسان مالم یعلم﴾ یعنی وحی کی اولین تاریخ سے شروع ہوتا ہے - پھر حجۃ الوداع کے موقعہ پر

ان دمائکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی بلدکم هذا فی شهر کم هذا

سے اسلام کا حتمی منشور پیش کرنے کے موقعہ پر انسانی حقوق کو آئینی حیثیت دی گئی - بغیر کسی مبالغہ کے ہم یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اسلام نے ﴿انسانی حقوق﴾ کو اس وقت دستوری حیثیت دی جب آج نام نہاد انسانی حقوق کے نعرہ لگانے والے زندگی گزارنے کے گر سے نابلد تھے - تاریخ کے طالب علم سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ ﴿انسانی حقوق﴾ کی اصطلاح کی تخلیق میں انسانی ہمدردی یا مواسات کی بجائے ردعمل کا جذبہ زیادہ پایا جاتا ہے یہ درحقیقت اس سرمایہ دارانہ نظام کا ردعمل ہے جس میں انسان سے چوپایوں جیسا سلوک ہوتا غریب بے چاروں کا خون سرمایہ دار اپنے لئے مباح سمجھتے اور اس بے انسان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر صدیوں تک اس کو ہانکتے رہے لیکن اس کے مقابلہ میں اسلام میں انسانی حقوق کا تحفظ کسی جذباتی ردعمل کے بجائے دانشمندی سے اس کو مسئلہ سمجھ کر حل کرایا گیا - چنانچہ اسلام میں انسانی حقوق کا احیاء بطور نعرہ نہیں بلکہ بطور سرمایہ آخرت ہے اور پھر یہ صرف ایک نظریاتی مسئلہ نہیں بلکہ عملی میدان میں نمونہ پیش کر کے

اسلام کے عادلانہ نظام کی جھلک پیش کی گئی۔

﴿انسانی حقوق﴾ کے بارے میں اسلام کا مطالعہ گہرا اور عمیق ہے جبکہ یہ نعرہ لگانے والے محض سطحی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسلام اس کی ترویج بطور سرمایہ آخرت سمجھتا ہے جبکہ مروجہ تنظیمیں یہ محض سیاسی نعرہ کے طور پر سمجھتے ہوئے کسی ملک یا قوم کے خلاف استحصال کے لئے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں مزید برآں اسلام چونکہ **Joint Family** مشترکہ خاندان کا تصور رکھتا ہے جس میں انسان عصبہ، ذوی الفروض، ذوی الارحام اور دوسرے اقرباء سے ملکر باہمی رہائش کے تصور کا قائل ہے۔ اس لئے ﴿انسانی حقوق﴾ کی ضرورت کا احساس اس وقت ہوتا ہے ورنہ جہاں کہیں بوڑھی ماں اور سفید ریش باپ کو جوان بیٹے عیاشی کے لئے رکاوٹ جان کر ان کو **(Old Hostle)** اولڈ پیپل ہاسٹل (بوڑھے اور بوڑھیوں کا گھر) کے حوالہ کرنا اپنا حق سمجھتے ہوں ان سے دوسروں کے حقوق کی احیاء کی توقع رکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے

گرامی قدر حضرات!

میرا اس وقت اسلام اور موجودہ انسانی حقوق کا کوئی باہمی موازنہ پیش کرنا مقصد نہیں، آخر کا اس میں باہمی موازنہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جہاں اسلام انسان کے جن حقوق کی دفاع کرتا ہے۔ ان سے انسانیت کی تعمیر ہوتی ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر پوری دنیا اس کے گرد گھومتی ہے۔

کہ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً - یعنی دنیا و مافیھا تیرے لئے لیکن تیری تخلیق کا مقصد خود تمہاری اس نوع کی تکمیل ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردے۔ اسلام میں ان حقوق کا احیاء بطور سرمایہ آخرت ہے۔ دنیا مقصد نہیں ہے

توان حقوق کو مقصد قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے جبکہ موجودہ نظریہ والے مزعومہ انسانی حقوق ہی اپنا مقصد حیات سمجھتے ہیں اس لئے اسلامی نقطہ نظر سے انسانی حقوق کے

احیاء میں اخلاقی حدود اور انسانی قدر کی پابندی احکم الحاکمین کی ربوبیت کا تصور اور شرم وحیاء کی رعایت ضروری ہے جبکہ مروجہ اصطلاحات کے دائرہ کار میں خود ان امور کا تصور انسانی حقوق کی احیاء کے منافی ہے نام نہاد احیاء کے لئے مادر پدر آزاد معاشرہ حیاء سے خالی ماحول اور انسان کو ہر قسم کی پابندیوں سے مبرا سمجھنا ضروری ہے۔ کیونکہ انسان پر کسی قسم کی پابندی عائد کرنا خود حقوق انسانی کے چارٹ کے منافی ہے۔ اس لئے کسی تقابلی جائزہ کے بغیر ہم اسلام ایک عادلانہ نظام کے تحت انسانی حقوق کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں مذہب، معاشرہ کو اس کا پابند بنا کر ادائیگی کا مطالبہ کیسے کرتا ہے۔ اسلام میں انسانی حقوق کا تعین اور پھر اس کی ادائیگی کے طریقہ کار میں سنجیدگی اور متانت پر زیادہ زور دیا جارہا ہے تاکہ عملی میدان میں انسان ان حقوق کا پابند رہے اور جہاں کہیں ان میں ادنی چشم پوشی کا مظاہرہ ہو تو اس سے باز پرس ہو۔

معزز حضرات۔

ایک معاشرہ میں رہتے ہوئے انسان کے حقوق ہم تین مراحل میں تقسیم کرسکتے ہیں •

(۱) بنیادی حقوق

(۲) معاشرتی حقوق

(۳) ملی حقوق

ان تین مراحل میں انسان کے حقوق کی تعین سے اسلام ایک پرامن اور پائیدار معاشرہ کے وجود کا حامی ہے تاکہ ایسے ماحول میں انسان کی تربیت ہو جہاں اس کی یہ عارضی زندگی ابدی اور دائمی حیات کے لئے بنیاد کا کام دے سکے۔

بنیادی حقوق

بنیادی حقوق سے مراد قدرت کا وہ عطیہ ہے جس پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہو

اور ایک معزز انسان کی حیثیت سے یہ دنیا میں رہے اس میں طبقاتی امتیازات کا کوئی تر
نہیں، مذہب، عقیدہ، رنگ و نسل اور علاقائی تعصبات سے ہٹ کر محض دنیا میں زند
گزارنے سے ان کا تعلق ہو فقہاء کرام لکھتے ہیں۔

مجموع الضروریات خمسة – حفظ الدين و النفس والنسل والمال والعقل

(موافقات شاطبی ج ٤/ ٢٤)

یعنی انسان کے بنیادی حقوق کا تعلق پانچ چیزوں کی حفاظت سے ہے۔

(۱) جان

(۲) مال

(۳) نسب

(۴) دین

(۵) عقل

یعنی انسان جس معاشرہ میں ہو۔ جہاں بھی ہو جس وقت ہو وہ ان پانچ چیزوں کا تحفظ اپنا بنیادی حق سمجھتا ہے اور یہاں سے اس کے بنیادی حقوق کا چارٹ تیار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کرہ ارض جس نظام کا تعارف ہو تو اس میں ان پانچ چیزوں کو خاص اہمیت حاصل ہے اور یہی انسانی معاشرہ کی خوبی ہے ورنہ حیوانات کا کسی چڑیا گھر میں اکٹھے رہنے میں ایسے امور کی رعایت نہ کی جاتی ہے اور نہ اس کی ضرورت محسوس کی گئی۔

تحفظ جان۔

سب سے بنیادی چیز خود انسان کی جان ہے اسلام میں اس کی قیمت کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان الله خلق آدم على صورته

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا اس کی تخلیق و تصویر میں وہ کاریگری اپنائی گئی جو دنیا کی دوسری مخلوق میں نہیں پائی جاتی بلکہ انسان کی تخلیق کو امتیازی حیثیت قرار دیکر فرمایا۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔

پھر پیدا کرنے کے بعد انسان کی جان کو قیمتی سرمایہ قرار دیکر اس کی حفاظت کی۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لزوال الدنيا اهون على الله من قتل مؤمن بغير حق (ابن ماجه)

پوری دنیا کو ڈھانا ایک مؤمن کے ناحق قتل سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں زیادہ آسان ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں فرمایا۔ ولو ان اهل سمٰوٰته واهل ارضه اشتركوا فی دم مؤمن لادخلهم النار (بیهقی)

اگر زمین و آسمان کی مخلوق ملکر ایک مسلمان کی خون ریزی میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک مومن کے ناحق خون بہانے کے بدلہ جہنم بھیج سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی انسان کا ناحق خون گرانا شریعت میں کسی صورت میں جائز نہیں پھر ایک ایمان والے کو ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ کی فہرست میں شمار کر کے جہنم میں دائمی رہنے کا سبب قرار دیا چنانچہ فرمان ربانی ہے۔

(ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاءه جهنم خالداً فيها وغضب الله عليه ولعنه واعدله جهنم وسآء ت مصيراً

جس نے بلاوجہ کسی مسلمان کو قصداً قتل کیا اس کا بدلہ جہنم ہے ہمیشہ اس میں رہے گا اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب اس پر ہوگا اور لعنت برستی رہے گی اس کے لئے جہنم تیار کی گئی ہے۔ جو پھرنے کی بری جگہ ہے۔ خدانخواستہ اگر کوئی شخص اٹھ کر بغیر کسی وجہ کسی معصوم الدم کو قتل کرے تو شریعت میں اس کے تحفظ کے لئے ﴿قصاص﴾ کا قانون موجود ہے ممکن ہے کوئی ظاہر بین قاتل کو قصاص میں قتل کرنے پر حقوق انسانی کے منافی سمجھتا ہوں لیکن

Scanned with CamScanner

اسلام کی گہری نظر کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ایک شخص کو قصاص میں قتل کرنے سے پورے معاشرہ کی جانیں محفوظ کی جاسکتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب

اے عقل والو قصاص میں تمہارے لئے ایک عظیم زندگی ہے-اس سے انکار نہیں کہ ایک شخص کو جم غفیر کے سامنے تلوار اٹھا کر بیک اشارہ اس کی زندگی ختم کرنا ایک سخت مرحلہ ہے لیکن اس کے کئے ہوئے جرم کو دیکھتے ہوئے یہ حقوق انسانی کا عین تحفظ ہے کہ بلاوجہ معاشرہ کے ایک معصوم الدم کو اس کی زندگی سے محروم کرنا اور اس کے خاندان کو صدمہ سے دوچار کرنا اس سے کئی گنا بڑھ کر جرم ہے-

انسانی جان اگر غلطی سے ضائع ہو تو پھر اسلام دیت کے قانون سے اس کا تحفظ کرتا ہے جس میں عاقلہ سے خون بہا کی وصولی خود قاتل کو کفارہ کا پابند قرار دینا اور حق وراثت سے محروم کرنا وہ دفاعی اقدامات ہیں جو انسان کو ایسی عظیم غلطی سے باز رکھتی ہیں اور جہاں کہیں قاتل معلوم نہ ہو تو ﴿قسامت﴾ کے ذریعہ اہل محلہ سے دیت وصول کرکے ورثاء و اقرباء پسماندہ کے زخمی دلوں کی مرہم پٹی کرائی جاتی ہے انسان کی جان تو بڑی چیز ہے انسان کے بدن کا کوئی ادنی حصہ اس تعظیم و تکریم کا مستحق ہے جو پورے بدن کو حاصل ہے یہاں تک انسان کے ہاتھ یا پاؤں کی چھوٹی انگلی اس کے ایک پور بلکہ داڑھی یا سر کے ایک ایک بال کو تحفظ حاصل ہے پھر یہ بھی واضح ہو کہ یہ تحفظ صرف مسلمان تک محدود نہیں بلکہ جس مذہب سے اس کا تعلق ہو جب وہ کسی اسلامی معاشرہ سے وابستگی رکھے تو اس کو تحفظ کے وہی حقوق ملتے ہیں جو مسلمان کو حاصل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غیر مسلم کے قتل کے موقعہ پر فرمایا

﴿أنا احق من وفی بذمته﴾ میں اپنے آپ کو ذمہ داری پورا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتا ہوں-

چنانچہ ذمی کو اگر ایک مسلمان قتل کرے تو اس کا قصاص لیا جائے گا-اسلامی

معاشرہ تمام ان افراد کو تحفظ دیتا ہے جو ملک کے مفادات کو مدنظر رکھ کر اسلامی طاقت کو تسلیم کرکے امن سے رہیں-جس کو شریعت کی اصطلاح میں ﴿ذمی﴾ کہا جاتا ہے-اس سے اسلامی معاشرہ کی وسعت ظرفی کا اندازہ لگائیں کہ وہ غیر مذہب کے خون کی حفاظت اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں-معاشرہ کے تمام وہ بنیادی حقوق ذمی کو دیتے ہیں جن سے اس کی زندگی آسانی سے گزرے-

تحفظ مال

انسان کے حقوق میں دوسری بنیادی چیز اس کی محنت سے کمائے ہوئے مال کو تحفظ فراہم کرنا ہے-آج آپ انسانی حقوق کے لیئے چیخنے والوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے ہاں مال کا تحفظ انسانی زندگی کا اہم مسئلہ ہے-جب مال پاس آتا ہے تو انسان کی زندگی خطرہ کا شکار ہوتی ہے مال کا تحفظ درکنار بلکہ مال آنے پر انسان جان سے ہاتھ دھوتا ہے لیکن اسلام میں ان کو تحفظ دلانے کی حسین کوشش پائی جاتی ہے دستوری اعتبار سے انسان کو غیر مشروع ذرائع سے مال کمانے سے باز رکھتے ہوئے فرمایا- یا یھاالذین امنو لاتاکلو اموالکم بینکم بالباطل - (المائدہ)

اے ایمان والو اپنے مسلمان بھائی کا مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ-چنانچہ حرام خوری شریعت میں بڑا جرم قرار دیا گیا ہے اسلام ملکیت کے خاص اسباب کو اعتبار دیکر ان ذرائع کی کڑی نگرانی کی جس میں ناجائز ذرائع سے دولت ہڑپ کی جاتی ہے اور معاشرہ میں فتنہ وفساد کا دروازہ کھلے اس لئے غصب-رشوت-دھوکہ اور چوری وجرائم ہیں جن سے معاشرہ کا امن تباہ ہوتا ہے اسلام نے حد سرقہ کو قانونی حیثیت دیکر السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدھما جزاء بما کسبا (الایۃ)

ترجمہ-چوری کرنے والے مرد یا عورت کا ہاتھ کاٹا جائے ان کے کی ہوئی محنت کے بدلہ میں

اگر کوئی متعصب چور کا ہاتھ کاٹنا وحشی سزا کہہ کر انسانی حقوق کے منافی سمجھے لیکن اس کو یہ

احساس کب ہو گا کہ آخر کار چور نے دیدہ دانستہ ایک انسان کے معصوم اور محفوظ مال پر ہاتھ ڈال کر اس کو ایسے ذہنی صدمہ سے دوچار کیا شاید اس میں یہ جان دھو بیٹھے بلکہ اگر مالک کی اس کے راتوں رات دوسرے کے مال کو ہڑپ کر کروڑ پتی بننے کے خواب کے لئے رکاوٹ بنے تو خود اس کو جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ تھا اس کے ساتھ تربیتی میدان میں مسلمان کی ایسی ذہن سازی کرائی جاتی ہے کہ حرام کے ایک نوالہ کھانے سے بدن پر چالیس دن تک اس کے منفی اثرات پائے جاتے ہیں۔

تحفظ نسب

تیسری بنیادی چیز حقوق انسان کی فہرست میں اس کا نسب ہے نسب انسان کی امتیازی خوبی ہے جو اس کو گائے، بھینس، بکری، گدھے اور دوسرے حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔ حیوانات میں کہیں اس کی اہمیت نہیں کہ یہ متعلقہ نوع کس کی نسل سے ہے اور نہ اس کے اغراض و مقاصد نسب کے غیر محفوظ ہونے سے متاثر ہوتے ہیں کچھ حیوانات انسانی کی خدمت پر مامور ہیں حلال جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے لیکن اس میں یہ ضروری نہیں کہ ان کی پیدائش میں قانونی ذرائع سے استفادہ کیا گیا ہو لیکن انسان جہاں اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے خلافت جیسے اہم امور اس کے ذمہ ہے۔ مخدوم عالم کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے اس لئے یہاں اس کے نسب میں ادنی دجل و تلبیس نا قابل تحمل ہے اس لئے شریعت نے تیسرے درجے میں نسب کے تحفظ کے لئے ﴿نکاح﴾ عائلی قوانین کا ایک با اعتماد نظام کا خاکہ پیش کیا جس میں رہتے ہوئے نکاح کے ذریعہ نسب محفوظ رکھے گی جہاں کہیں سے کسی ادنی خرابی کا احتمال نظر آیا تو اسلام اس کے انسداد کی کوشش کی چنانچہ زنا جیسے قبیح جرم سے اگر ایک طرف معاشرہ کا سکون و امن پائے مال ہوتا ہے تو دوسری طرف نسب کی ایک سنہری کڑی کا تسلسل باقی نہیں رہتا جس سے وہ کسی وقت اپنا مقدس رشتہ باپ، دادا، پردادا کے ذریعہ ابو الناس حضرت آدم علیہ السلام سے جڑ سکتا ہے اس لئے شریعت نے زنا حرام

زار دیکر اس کے انسداد کے لئے حد زنا کو دستوری حیثیت دی چنانچہ فرمایا۔

الزانیه والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة ولا تاخذکم بهما رافة فی دین الله

زناکار خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ تعالی کے قانون کی تنفیذ میں ان سے کوئی نرمی نہ رکھیں اور جہاں کہیں طبعی تقاضوں کی تکمیل کے لئے مشروع ذرائع موجود ہونے کے باوجود جو مرد یا عورت شرعی حدود پائے مال کرے تو رجم کے سوا آخر کار وہ کونسی صورت ہے اس بے حیائی کے انسداد کا ذریعہ بنے لیکن یہ اس معاشرہ کی بات ہے جہاں ماں، بہن، بیٹی کی تمیز موجود ہو ورنہ جہاں کہیں مادر پدر آزاد معاشرہ ہو تو عائلی قوانین یعنی نکاح کے باہمی معاہدہ کو آزادی کے لئے رکاوٹ سمجھتے ہوئے اس سے جان چھڑانے کے لئے راہ کی تلاش ہوتی ہے یقیناً ایسے معاشرہ میں حد رجم کا اجراء کی کیا قدر ہے لیکن اسلامی معاشرہ میں جو شخص نسب کے تحفظ کو مضبوط دیوار پھاند کر جب ایسی درندگی کا ثبوت پیش کر کے انسان کے بجائے حیوان بننے کا مظاہرہ کرے تو اس کو ایسی سزائیں دینا انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے بہترین راہ عمل ہے۔

تحفظ دین۔

مذہب و عقیدہ انسان کے بنیادی حقوق کا اہم حصہ ہے کیونکہ انسان کو اللہ تعالی نے عقل کے حسین جوہر سے نوازا ہے اس کے ہوتے ہوئے بالغ ہونے پر جب ہوش کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو گھریلی اثرات یا ماحول کی وجہ سے وہ کسی نہ کسی عقیدہ اور نظریہ کو اپناتا ہے پھر اس کا نظریہ اس کی موت و حیات کا مسئلہ بن جاتا ہے اسلام اس میدان میں دعوت و تبلیغ یا اخلاقی ذرائع سے اپنے مذہب و عقیدہ کی دعوت اس کو ضرور دیتا ہے لیکن اسپر جبر و اکراہ کا قائل نہیں وہ انسان کو مذہب کے بارے میں کھلے دل سے سوچنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے چنانچہ اسلام کا واضح قانون ہے

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (البقرة)

دین میں کسی پر جبر نہیں یقیناً ہدایت اور گمراہی کے راستے ایک دوسرے سے نمایاں ہیں۔ ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا۔

من کفر فعلیه کفره و ممن عمل صالحا فلانفسهم یمهدون

جو کفر کرے اس کا وبال اس پر ہے اور جو نیک عمل کرے وہ اپنے لئے سنوارتے ہیں۔ اس لئے اسلامی معاشرہ میں رہتے ہوئے جس کا جو بھی مذہب ہو جبری طور پر اس کو نہیں رکھا جا سکتا اور مذہبی رسوم کی ادائیگی کی کھلی اجازت دی جاتی ہے بلکہ پر امن ماحول کی بقاء کے لئے کسی غیر مذہب والوں کے مذہبی سرمایہ کی توہین یا ان کے معبودان باطلہ کو برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں ارشاد ربانی ہے

ولا تبسو الذین یدعون من دون الله فیبسوالله عدوا بغیر علم

اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرنے والوں کے معبودان باطلہ کو برا بھلا مت کہو ایسا نہ ہو وہ تمہارے معبود کو گالی دے۔

میرے خیال میں اس سے بڑھ کر مذہبی آزادی کی دوسری کونسی صورت ممکن ہے۔ آج آپ مذہبی آزادی کے علمبرداروں کو دیکھتے ہیں جہاں اقلیت میں رہنے والوں سے وہ امتیازی سلوک رکھا جاتا ہے جس سے اس کو مذہبی رسوم کی ادائیگی کا حق چھین لیا جاتا ہے لیکن اسلام اس میں وسعت ظرفی کا مظاہرہ کر کے دنیا میں سمجھنے کا کھلا موقعہ فراہم کرتا ہے تاکہ وہ اس میدان میں رہتے ہوئے اپنے اختیار سے حق و باطل کا فیصلہ کر سکے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک دفعہ مسلمان ہو کر دوبارہ ارتداد کی اجازت اسلام نہیں دیتا کیونکہ یہ مذہب و عقیدہ یا قانون کے تحفظ کا مسئلہ ہے کہ اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس سے بغاوت کرنا ناقبل معافی جرم ہے جو ایک دفعہ مسلمان ہو جائے ہدایت کے راستہ اس پر کھلے اسلام اس سے نکلنے کی اجازت نہیں دیتا۔

[illegible] تحفظ کے لئے ہے اگر

آئے دن نظریہ اور عقیدہ بدلنے کی اجازت دی جائے تو اس سے معاشرہ کو ایسے باعتماد لوگ کبھی میسر نہیں ہوں گے جس سے بہترین معاشرہ پروان چڑھے۔ مسلمان ہو کر دوبارہ مرتد ہونا بے وفائی یا قانون سے غداری کی بڑی دلیل ہے اور قانونی غداری کی سزا پوری دنیا میں ناقابل تحمل جرم ہے اس لئے ارتداد پر قتل کرنا خود حقوق انسانی کے تحفظ کی ایک صورت ہے

تحفظ عقل۔

عقل ہی انسان کا قیمتی جوہر ہے اس لئے زندگی کی عظیم شاہراہ پر محفوظ سفر جاری رکھ سکتا ہے جہاں کہیں اس کے متاثر ہونے کے ذرائع سامنے آئے تو اس سے تحفظ انسانی حقوق کے لئے ضروری ہے اگر معاشرہ میں انسانی عقل کو تحفظ نہ ملے تو اس سے کوئی حقوق ضائع ہوں گے معاشرہ میں عقلمند بن کر رہنا اس معاشرہ کی کامیابی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ منشیات کے استعمال سے انسانی عقل کا جوہر کھو دیتا ہے بے اعتدالی اور بے احتیاطی سے یہ قیمتی جوہر ضائع ہوئے بغیر نہیں رہتا اس لئے انسانی حقوق کی فہرست میں اس کا بھی تحفظ ضروری ہے۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ کرہ ارض صرف نہیں بلکہ دریا اور فضاء بھی منشیات کی لعنت سے مکدر ہے آج پوری دنیا منشیات کے انسداد کی کوشش کر رہی ہے گویا آج جدید دنیا ہیروئن کے نقصان دہ ہونے پر متفق ہے لیکن دوسری طرف ام الخبائث شراب کا پیالہ لب سے ہٹانے کے حق میں نہیں شراب نوشی ترقی سمجھی جا رہی ہے اسلام ایسی تمام لعنتوں سی معاشرہ کو پاک دیکھنا چاہتا ہے جس سے عقل کی عظیم دولت متاثر ہو اس لئے ہر قسم کی منشیات شریعت میں حرام ہیں اور شراب پینے پر ﴿حد شرب الخمر﴾ کے نفاذ سے اس کے انسداد کی ممکن بنایا گیا۔ حد کا تعلق چونکہ شراب سے ہے دوسری منشیات کی طرف اس کا متعدی ہونا ممکن نہیں چنانچہ ہیروئن پینے پر کوڑے نہیں لگائے جاتے لیکن حرمت کے دائرہ میں سب آتے ہیں۔

معاشرہ میں بسا اوقات عقل کسی انتقامی جذبات پیدا ہونے پر متاثر ہوتی ہے
عموماً جذبات گالی گلوچ برا بھلا کہنے سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے شریعت کو یہ گوارا نہیں
کوئی شخص کسی مسلمان کو زانی، چور وغیرہ کے القابات سے پکارے اور اگر کسی نے یوں الزام
کہہ دیئے اور اس شخص میں وہ کمزری نہ ہو تو اس کو حد قذف لگائی جائے گی عقل کے تحفظ
سے انسان کی زندگی سکون و اطمینان سے گزرتی ہے بلکہ زندگی سے لطف اٹھانا عقل کے
فعال ہونے پر مبنی ہے ۱۲۔

معاشرتی حقوق

انسانی حقوق کا دوسرا شعبہ معاشرتی حقوق کا ہے۔ پہلے بتا چکا ہوں کہ اسلام انسان کے طبعی رجحان کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی انفرادی زندگی کی بجائے اجتماعی بود و باش کا داعی ہے۔ اسلام کے ہر قانون اور حکم سے اجتماعیت نمایاں ہے۔ اس لئے ایسے اجتماعی معاشرہ میں انسان پر جو حقوق عائد ہوں اور جن کے بارے میں اس سے باز پرس کی جاتی ہے۔ ان کو معاشرتی حقوق کا نام دیا جاتا ہے لیکن اس مرحلہ پر اسلام کسی جذباتی رویہ کا قائل نہیں بلکہ اس میں معاشرہ کا وجود باہمی اعتماد پر مبنی ہوتا ہے اسلیئے اسمیں حقوق در حقیقت احسا فرائض یا ذمہ داریوں کی ادائیگی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے آج پوری دنیا پر آپ نظر ڈالیں تو "حقوق انسان" کی کئی تنظیمیں آپ کو مختلف ناموں سے نظر آئینگی جا بجا بڑے بڑے ناموں سے تحفظ حقوق کے لیے انجمنیں قائم ہیں لیکن ان کے پیش نظر ادائیگی ذمہ داری کا احساس کہیں نہیں دلایا جاتا، کہیں یہ نہیں سنا گیا کہ کوئی ایسی انجمن قائم ہوئی جس میں ادائیگی حقوق کی ترغیب ہو انسان کو باور کراتے کہ تمھارے حقوق تب بنتے ہیں جب تم اپنی ذمہ داریاں نبھاؤ مثلاً مزدور کے حقوق ہیں اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کو مزدوری ملنی چاہیئے لیکن کم از کم مزدور کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ کیا میں جو تنخواہ لے رہا ہوں یا جو حق الخدمت وصول کر رہا ہوں کیا میں اپنا ذمہ فارغ کر کے محنت کر چکا ہوں یا نہیں؟

مالک کرایہ دار سے اپنا حق بے شک مانگے لیکن یہ ثابت ہے کہ اس سے مکان یا زمین کرایہ دار کے حوالہ کر کے اس کو کھلی اجازت دی ہے تا کہ اپنا کاروبار جاری رکھ سکے بیوی بے شک خاوند سے حقوق مانگے اس میں کوئی شک نہیں کہ رفیقہ حیات کے حقوق میں ادنی کوتاہی نا قابل معافی جرم ہے لیکن کیا بیوی نے کبھی اس پر غور کیا کہ وہ ایک وفادار اور فرمانبردار بیوی ہونے کا ثبوت دے غرضیکہ حقوق انسان کے اس مرحلہ میں باہمی طور پر محنت کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ توازن برقرار نہ رکھنے پر معاشرہ بگڑ سکتا ہے بہر حال اس مرحلہ پر انسان مکلف ہو کر جس میدان سے اس کا واسطہ پڑے تو وہ حقوق کے دائرہ میں پھنس جاتا ہے اس مرحلہ میں جب تک خود ادائیگی حقوق کا احساس نہ ہو تو قانونی حدود کا سہارا لینا بسا اوقات مشکل بن جاتا ہے۔ اسلام ایسے موقعہ پر ذہنی تربیت پر زور دے رہا ہے کہ معاشرہ کے ہر ایک فرد کا یہ جذبہ ہے کہ اس کے ذمہ واجب الاداء حقوق کی ادائیگی لازم ہے چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الدین النصیحة للہ ورسولہ ولائمة المسلمین وعامتھم (بخاری)

دین خیر خواہی کا نام ہے جو اللہ اس کے رسول اور مسلمان حکمران اور عوام کے لئے ہے۔

اللہ تعالی اور اس کے رسول کی خیر خواہی تابعداری میں مضمر ہے۔ مسلمان حکمرانوں کے بارے میں وفادار بن کر رہنا بڑی خیر خواہی ہے جبکہ معاشرہ سے وابستہ افراد کے بارے میں خیر خواہی یہی ہے کہ ان کا حق ادا ہو اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے پھر ذہن سازی کا اندازہ اس سے لگانا چاہیئے کہ حقوق اللہ کی نسبت سے حقوق العباد کا معاملہ سخت رکھا گیا حقوق اللہ میں کبھی نیکیوں کی وجہ سے معافی کرائی گئی کبھی اللہ تعالی کی خاص مہربانی عفو درگذر کا دروازہ کھولا گیا لیکن حقوق العباد کے معاملہ میں ادا یا صاحب حق کی طرف سے کھلی معافی کے بغیر دوسرے راستے مسدود رکھے گئے خلاصی کی یہی صورت ہے کہ حق ادا کیا جائے اور یا متعلق شخص سے عفو کی درخواست کی جائے ورنہ اس کے بغیر جو بھی انسانی حقوق

کی ادائیگی میں قصوروار ٹھہرے تو قیامت کے دن اس کی نیکیوں کے سرمایہ سے یہ حق ادا کیا جائے گا اور اگر کہیں من علیہ الحق کی نیکیاں نہ ہوں تو صاحب حق کے گناہوں کے بوجھ اٹھانے میں اس سے کام لیا جائے گا۔ یہ جذبہ صرف اور صرف اسلام میں حقوق کی ادائیگی کے لئے اپنایا جاتا ہے کسی دوسرے نظام یا نظریہ میں اس کا ملنا مشکل ہے گویا معاشرہ میں حقوق انسانی کی ادائیگی اخلاقی ذمہ داری ہے لیکن اسلام میں دوسروں کے حقوق کی ادائیگی صرف اخلاقی نہیں بلکہ مذہبی ذمہ داری ہے جس کے پیچھے محاسبہ کا لازوال نظام متحرک ہے۔ اس مرحلہ پر انسان کے ذمہ چند حقوق کی اہمیت واضح کرنے پر شاید ایک عام قاری کو اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔ اور اسلام کی آفاقی خوبیاں نمایاں ہو کر سامنے آئیں۔

معاشرتی حقوق کے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) محسنین کے حقوق

(۲) عائلی حقوق

(۳) معاشرہ کے دوسرے افراد کے حقوق

(۴) حیوانات کے حقوق

(۱) محسنین کے حقوق

اس سے انسان کے ذمہ وہ واجب الاداء حقوق مراد ہیں جن کا اس کے وجود میں نمایاں کردار رہا یا ان کی محنت اور مساعی سے اس کی شخصیت بنی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

(۲۱۸)

الانسان عبد الاحسان

انسان احسان کا بندہ ہے

یعنی عالم اسباب میں جن کی کوششوں سے اس کو وجود بخشا گیا وہ اس کی تعظیم و احسان کا سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ والدین کا وجود اس میں سرفہرست ہے۔ اللہ جہاں اپنی مخلوق پر دعوی کر کے ان سے وفاداری کا مطالبہ کر کے عبادت کی دعوت دیتے ہیں تو وہاں والدین سے حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ ﴿وبالوالدين احساناً﴾ ایک نہیں بلکہ بار بار حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر والدین سے مذہبی آہنگی نہ ہو پھر بھی یہ اولاد کے حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں چنانچہ بخاری و مسلم کے حوالہ سے اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ قریش سے معاہدہ کے وقت میری ماں میرے ہاں آئی۔ وہ اس وقت مشرکہ تھی میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ میرے پاس آئی ہے اور وہ مسلمان نہیں کیا میں اس سے حسن سلوک کر سکتی ہوں آپ نے فرمایا ہاں تم اس سے خوب احسان کرو۔ بلکہ مسلم کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار بددعا دیکر فرمایا وہ شخص خوار و ذلیل ہو جس کے والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر خدمت کے محتاج ہو کر ملے اور پھر بھی یہ شخص ان کی خدمت سے اعراض کر کے جنت داخل نہ ہو۔ اسلام والدین کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں جو نظریہ پیش کرتا ہے اس کی حقیقت ان پر کھلتی ہے جو والدین کے قدموں میں رہنا اپنا معراج سمجھے ورنہ بوڑھے والدین کو اولڈ ہاسٹل کے حوالہ کرنے والے جو سال میں ایک آدھ بار والدین کی ملاقات یا ان کو پھولوں کا ہار پیش کرنا بڑی قربانی سمجھتے ہیں۔ وہ بے چارے حقوق کی حقیقت کیا جانیں۔ والدین کا ادب و احترام حقوق کی ادائیگی کی بہترین مثال ہے۔

میرے شیخ حضرت مولانا عبد الحق نور اللہ مرقدہ نے حقائق السنن میں ایک لطیفہ لکھا ہے جو اسلام میں ادائیگی حقوق کی بہترین نمونہ ہے آپ فرماتے ہیں۔

کہ زبیدہ نے ایک دفعہ ہارون الرشید سے شکایت کی کہ آپ میرے بیٹے امین الرشید کی اتنی قدر نہیں کرتے جتنا خیال مامون الرشید کا رکھتے ہو جو ایک باندی کا بیٹا ہے۔ اتفاقاً اس وقت دونوں بھائی اکٹھے گھر آرہے تھے اور ہارون الرشید وضو کر رہا تھا اور ہاتھ میں مسواک پکڑی تھی۔ ہارون الرشید نے امین الرشید سے پوچھا ماھذا؟ آپ نے جواب دیا مسواک باپ نے پوچھا اس کی جمع کیا ہے؟ امین الرشید نے جواب دیا ﴿مساویک﴾ پھر ہارون الرشید نے مامون الرشید سے یہی سوال دھرایا اور اس کی جمع پوچھی تو مامون الرشید نے مساویک کہنے کی بجائے ﴿ضد محاسنک﴾ کا جواب دیا کیونکہ مساویک کے لفظ میں بظاہر برائیاں کے معنی کا احتمال تھا جو اس کو بے ادبی سمجھ رہا تھا تو ہارون الرشید نے زبیدہ سے کہا یہی مامون کی وہ خوبی ہے جس نے میرے دل میں اپنا مقام پیدا کیا ہے آخر کار جب معاشرہ میں والدین کا اتنا ادب واحترام ہو جو الفاظ میں بے ادبی کا شبہ سے اپنے آپ کو بچاتا ہو تو وہ حقوق کی ادائیگی میں کہاں تک دیانت دار رہے گا۔

محسنین کی فہرست میں دوسری اہم شخصیت استاذ ہے۔ میرے خیال میں صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو استاد کو روحانی رشتہ یا انسانیت کی تعمیر میں نمایاں کردار پر عزت کا اونچا مقام فراہم کرتا ہے۔

بسا اوقات یہی رشتہ نسلی رشتہ سے سبقت لے جاتا ہے۔ چنانچہ قاضی ابویوسف فرماتے ہیں جو اپنے استاذ کا حق نہیں سمجھتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور حضرت مغیرہ فرماتے ہیں جن سے علم حاصل کروان سے تواضع سے پیش آو۔ خود قاضی ابو یوسف اس میدان میں اتنا آگے تھے کہ اپنے شاگرد رشید امام محمد سے وصیت کی جہاں کہیں میرے شیخ امام ابو حنیفہ کے نام کے ساتھ میرا تذکرہ ہو تو مجھے ابو یوسف کی بجائے اسم محضہ یعقوب سے ذکر کیا جائے کیونکہ آپ کے نام کے ساتھ اپنا تذکرہ کنیہ سے کرنا بے ادبی سمجھ رہے تھے۔

عائلی حقوق

انسانی حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں اسلام انسان کو خاندان میں رہتے ہوئے جملہ گھرانے سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے خاص عائلی زندگی تو اس کے اخلاق جاننے اور ظرف پرکھنے کا اہم موقعہ ہے چنانچہ رفیقہ حیات کو بہتر ماحول اور زندگی گزارنے کا پر سکون ماحول فراہم کرنا خاوند کی بنیادی ذمہ داری ہے ان کے خورد ونوش رہن سہن اور جملہ ذمہ داریاں خاوند پر پڑتی ہیں جہاں کہیں خاوند بیوی کے حقوق کی ادائیگی سے انکار کرے تو خاوند کو اس پر جیل بھیجا جا سکتا ہے۔ ایسا ہی جو اولاد پیدا ہوں ان کی ذمہ داری بھی والدہ کی بجائے والد پر پڑتی ہے۔

پھر صرف جسمانی نشو ونما کے لئے فکر مند رہنا نہیں بلکہ اخلاق وکردار کی تعمیر کے لئے تعلیم وتربیت والد کی ذمہ داری ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں

یا یھاالذین امنوا قو انفسکم واھلیکم ناراً اے مسلمانوں اپنی جان اور بچوں کی فکر کرکے آگ سے بچائیں

چنانچہ اولاد کو کسی دنیوی لالچ یا توجہ نہ دینے کی وجہ سے تعلیم وتربیت سے محروم رکھنا روحانی قتل کے مترادف ہے۔ پھر عائلی زندگی میں جملہ رشتہ داروں کے حقوق کا بوجھ اس کے کندھوں پر پڑتا ہے چنانچہ حضرت انس سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من أحب ان یبسط له فی رزقه وینساله فی اثره فلیصل رحمه (متفق علیہ)

جو یہ پسند کرتا ہو اس کا رزق کشادہ ہو اور اس کی زندگی میں برکت ہو اس کو چاہیئے کہ رشتہ داروں کا خیال رکھے۔ چونکہ رشتہ داروں میں تفاوت ہے اس لئے رشتہ میں قرب اور بعد کے اعتبار سے حقوق عائد ہوتے ہیں جنہیں عصبہ ذوی الفروض اور ذوی الارحام کے

حقوق میں جس کے بارے میں فرمان ربانی ہے

واولاد الارحام بعضهم اولی بعض ۔ (المائدہ)

یعنی رشتہ داروں میں سے بعض دوسروں سے اولی ہیں۔

(۳) معاشرہ کے دوسرے افراد کے حقوق

آج انسانی حقوق کے حوالہ سے عموماً دو باتوں میں عوام کو سبز باغ دکھائے جاتے ہیں۔ایک آزادی نسواں کا نام نہاد دعوے اور دوسرا مزدور کے حقوق حالانکہ دونوں میدان اگر دیکھے جائیں تو اسلام نے ان دو صفوں کو جو حقوق اور مراعات دیئے ہیں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔جہاں تک آزادی نسواں کا مسئلہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اس میں بے حیائی بے پردگی کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کرتا اور ہر اس اقدام کا مخالف ہے جس سے بے حیائی کو فروغ ملے آزادی نسواں کے نام پر آج حوا کی بیٹی کے حقوق کے تحفظ کی بجائے حقوق پائے مال ہو رہے ہیں۔

اسلام عورت کو شمع محفل کی بجائے ماں، بہن اور بیٹی جیسے مقدس رشتہ کے ام سے عزت و عظمت کا اعلی مقام دیتا ہے۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

ضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ن عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامة

ا وهو هكذا وضم اصابعه (مسلم)

ں جس نے دو بچیوں کی تربیت کی یہاں تک انہوں نے ہوش سنبھالا۔قیامت کے دن میں ہ شخص دونوں برابر ہوں گے آپ نے دو انگلیاں اکٹھی کر کے اشارہ کیا۔

حقوق نسان کا تحفظ اس سے بڑھ کر اور کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن میں ایک سورت ں ﴿سورۃ نساء﴾ کے نام سے اتار کر زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں ۲۳ ں وضع کئے اور بار بار ان کے حقوق کی ادائیگی میں ﴿اتقو الله ؟ اتقوا الله﴾ یعنی اللہ

Scanned with CamScanner

نالا سے ڈرو کا جملہ بار بار دھرایا اسلام حوا کی بیٹی پر معیشت کا بوجھ ڈال کر زندگی کی دوڑ میں اس کو شریک کر کے حیاء اور پردہ کی مقدس چادر پھاڑنے کے حق میں نہیں ہاں علاج و معالجہ یعنی طب و تعلیم و تربیت یا صنعت (دست کاری) کے میدان میں اپنی عصمت و ناموس کے تحفظ کی رعایت کرتے ہوئے کسی شعبہ میں خدمت سے منع نہیں کرتا لیکن ماں، بہن اور بیٹی کے مقدس القاب کی بجائے صرف شمع محفل بنانا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

ایسا ہی مزدور کے حقوق میں اسلام نے ان حقوق کا جو تحفظ کیا ہے وہ ایک مثالی کارنامہ ہے۔ اگرچہ انسانی حقوق کے نعرہ لگانے والوں پر سرمایہ دارانہ نظام کے ظالمانہ سلوک کی وجہ سے جذباتیت کا رنگ غالب ہے ان کے جذباتی رد عمل کی تعمیر کی بجائے تخریب میں حصہ زیادہ رہا کئی ممالک میں افراط و تفریط کی وجہ مالک اور زمیندار، یا مالک اور کارخانہ دار کے درمیان ایسے جھگڑے کھڑے کر دیئے جن کی سزاؤں کے شکار نئی نسلیں رہیں اسلام اس میدان میں بے چارے مزدور کی محنت کو سب سے زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے آپ فقہی ذخائر دیکھیں جہاں کہیں مزدور کی محنت کو ذرا خطرہ محسوس ہو فقہاء اس کو فاسد صور کی فہرست میں رکھ کر جان بچانے کا حکم دیتا ہے مزدور کی محنت سے ادنی غداری اسلام کو گوارا نہیں وہ بقدم بقدم اس کے تحفظ کے لئے ماحول بناتا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی مزدوری دی جائے کیا یہ تحفظ نہیں تو اور کیا ہے لیکن اس میں مزدور کو اپنی ذمہ داری کا احساس ضرور کرنا ہو گا کہ محنت میں ادنی غداری سے اس کا رزق حلال کی بجائے حرام بن سکتا ہے حقوق کا مطالبہ تب اس کا حق بنتا ہے جن فرائض کی ادائیگی میں اپنی ذمہ داری اس نے نبھائی ہو۔ یہ وہ حقوق ہیں جو معاشرہ میں بلاامتیاز مذہب و عقیدہ ہر ایک کو حاصل ہیں اور معاشرہ کا ہر فرد اس کے مطالبہ کا حق رکھتا ہے۔

حیوانات کے حقوق

معاشرتی حقوق کے سلسلہ میں مسلمان اپنی اس ذمہ داری سے غافل نہ رہے کہ

اس پر صرف انسان کے حقوق نہیں بلکہ حیوانات کے بارے میں بھی اس سے باز پرس کی جائے گی چنانچہ مسلم کے حوالہ سے شداد بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالی تم پر ہر چیز کے بارے میں احسان کی ذمہ داری ڈالتا ہے جہاں کہیں قتل کا کوئی موقعہ ہو اس میں زیادتی نہ کرو اچھائی اختیار کرو جب کسی حیوان کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو چھری تیز رکھو اور مذبوحہ کو تکلیف دینے کی بجائے راحت پہنچانے کی کوشش کرو۔

ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاندار چیز کو باندھ کر نشان بنانے سے منع کیا ہے۔بلکہ اسلام نباتات اور درختوں کے بارے میں کسی زیادتی کا قائل نہیں۔

ملی حقوق

تیسری قسم حقوق ایسے ہیں جن کا تعلق قیادت کے میدان سے ہے قیادت و سیادت کا میدان بڑا احساس ہے اس میں مساوات یا برابری کہیں دانشمندی نہیں آج آپ انسانی حقوق کے نام نہاد علمبرداروں کو دیکھتے ہیں خود ان کے ممالک میں بے شمار مراعات ہیں جو خاص طبقہ کو حاصل ہیں مثلاً امریکہ کو لیجئے جو انسانی حقوق کے لئے چیخیں لگاتا ہے لیکن اگر اس سے کہا جائے کہ تمہارے ملک کے دروازے پوری دنیا پر کیوں نہیں کھلتے کیا یہ انسانی حقوق کے منافی نہیں کہ ویزہ کی پابندی اتنا سخت کیوں ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب یہی ہو گا کہ یہ ہمارے اجتماعی مفادات سے متصادم ہیں۔ویسے بھی امریکہ کی دوستی کا معیار مفادات ہے یہ ہو نہیں سکتا ہے کہ ہر قسم کے مناصب یا حقوق میں مساوات ہو ملک میں کلیدی اسامی کے لئے خاص شرائط ہیں اور یہ ضروری بھی ہے کہ خاص مناصب کا تحفظ ہو ایسا ہی اسلام میں ملکی مفادات یا معاشرتی اصلاح کے لئے بعض جگہیں خاص افراد کے ساتھ مختص ہیں مثلاً قیادت کا میدان صرف مردوں کے پاس ہے عورت کو سیادت کی تفویض قہر

خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔حدیث میں آتا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب فارس کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ انہوں نے عورت کو اقتدار سونپا تو آپ نے فرمایا۔

لن یفلح قوم ولوامورهم امراة

وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جو زمام اقتدار عورت کے حوال کرے ایسا ہی انتظامی صلاحیتیں اللہ تعالی نے مرد میں جو رکھی ہیں عورتوں میں نہیں پائی جاتیں اس لئے اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض (النساء)

ایسا ہی شہادت یا قضاء کا معاملہ ہے۔اس میں بعض ایسے مواقع ہیں جنہیں عورتوں کو خدمت کا موقعہ نہیں دیا جاتا مثلاً قتل یا حدود کے معاملہ میں عورت کی گواہی ناقابل قبول ہے کیونکہ اس سے عورت کی شرم وحیاء کا وہ جوہر محفوظ نہیں رہتا۔جو اس کا خاصہ ہے۔ابھی اگر انسانی حقوق کے ادارے یہ سوال اٹھائیں کہ عورتوں کو اس میدان سے محروم رکھنا انسانی حقوق کے منافی ہے یہ تعصب سے بھرا ہوا رویہ ہے کیونکہ دنیا میں کہیں یہ نہیں کہ ہر ایک کو ہر ایک جگہ خدمت کا موقعہ دیا جائے چند سال قبل امریکہ کی فوج کے بارے میں یہ خبر آئی تھی کہ فوج میں عورت کو بھرتی کے منفی اثرات یہ ظاہر ہو رہے ہیں کہ عورتوں پر مجرمانہ حملہ کا گراف بڑھ رہا ہے اپنے ملک کے این جی اوز کو دیکھیں جہاں عورتوں کو کھلا موقعہ فراہم کیا جا رہا ہے تو اس سے کتنی بے حیائی بڑھ رہی ہے۔ایسا ہی غیر مسلم کو کلیدی عہدوں اور مناصب پر فائز نہ کرنے سے کسی انسانی حقوق کے چارٹ کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی کیونکہ یہ ملکی مفاد میں نہیں کہ غیر مسلم کو کسی مسلمان ملک میں مسلمانوں پر اقتدار کا موقعہ دیا جائے آپ خود سمجھیں اگر اس ملک میں قادیانی کو اقتدار کا موقعہ دیا جائے تو وہ اس ملک سے کیا حشر کرے گا؟ بہر حال بعض عہدے اور مناصب یا بعض معاملات میں طبقاتی امتیازات کا بنیادی مقصد مفاد عامہ کا تحفظ ہے ایسی صورت میں کسی آدھ

فرد کے حقوق کو اگر زد پہنچے تو وہ قابل تحمل ہے۔

شریعت میں کئی ایسے مواقع ہیں جن میں عورتوں کو ترجیح دی جاتی ہے وہاں ر
موقعہ دینا مناسب نہیں مثلاً عورت کے خصوصی مسائل یا میڈیکل رپورٹ میں عورت کی
رائے کو مرد کی نسبت سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ اس میں عورت کو موقعہ د
سے پردہ کی رعایت زیادہ ہے۔

[illegible]

۱۰/۳/۱۴۲۲ھ

سنہری موقعہ

جامعہ عثمانیہ کے شعبہ بنات (Girls Section) مدرسہ فاطمۃ الزہراء کی سہ منزلہ عمارت پر تعمیراتی کام شروع ہے جس میں تہہ خانہ کا وسیع ہال دو ہزار فٹ کورڈ ایریا پندرہ کمرے اور دو رہائشی مکانات شامل ہیں تعمیراتی مد میں آپ اپنی حلال آمدنی سے کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے صدقہ جاریہ کے طور پر حصہ لے سکتے ہیں۔ تعاون ریت، بجری، سریا، سیمنٹ، اینٹ، لکڑی، ماربل کوئی چیز خریدیں یا نقد رقم بھیج کر کسی چیز خریدنے کی ہدایت دے سکتے ہیں۔

محاسن القرآن

مفتی غلام الرحمٰن

واذاخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور خذوا ماآتینکم بقوۃ واذکروا مافیه لعلکم تتقون ○ ثم تولیتم من بعد ذلك فلولا فضل الله علیکم ورحمته لکنتم من الخسرین ○ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لهم کونوا قردۃ خاسئین ○ فجعلنها نکالا لما بین یدیها وما خلفها وموعظة للمتقین

ترجمہ۔ اور یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم پر کوہ طور اٹھا کر پکا وعدہ لیا کہ جو کتاب تم کو دی گئی ہے اس پر مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ اور اس کے پندونصائح ہمیشہ کے لئے یاد رکھو شاید اس کے ذریعہ تم بچ جاؤ پھر اس کے بعد تم پھر گئے پس اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور مہربانی اگر شامل حال نہ ہوتی یقیناً تم تباہ ہوتے۔ بے شک وہ لوگ تم خوب جانتے ہو جنہوں نے ہفتہ کے دن کی تعظیم میں حد سے تجاوز کی پس ہم نے ان سے کہا تم ذلیل بندر بن جاؤ پس ہم نے اس واقعہ کو اس وقت اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے درس عبرت اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بنا کر چھوڑا۔

محاسن۔ موجودہ یہود کے آباؤاجداد پر آٹھ انعامات کے تذکرہ کے بعد ان کی تین خباثتوں کا بیان ہے قرآن یہ واضح کر رہا ہے ایک طرف ان پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں۔ دوسری طرف ان کی ہٹ دھرمی اور فرمان الٰہی کے مقابلہ میں لیت ولعل سے کام لیکر امتثال (ماننا) کا جذبہ ان میں مفقود رہا۔

یہ پہلی خباثت ہے کہ وہ لوگ ایفاء عہد سے محروم رہے جب کبھی وعدہ کرتے تو ذمہ داری نبھانے کا خیال نہ کرتے چنانچہ آزادی کے بعد ان کو زندگی گزارنے کے لئے توریت کی شکل میں جو آئین دیا گیا چاہئے تھا کہ بلا چون وچرا مان لیتے لیکن اس کے منوانے میں بھی دشوار گزار

...ان سے گزرنا پڑا۔ فرعونی قیادت سے آزادی ملنے کے بعد جب ان لوگوں کے لئے آئین تیار ہوا تو یہ لوگ کسی ایسے ضابطہ کی پابندی پر تیار نہیں تھے ظاہر ہے کہ ایسے وقت منوانے کے لئے دھمکی اور طاقت کا استعمال بسااوقات ضروری سمجھا جاتا ہے جو قوم مستقبل کی فکر سے بے خبر ہو وہ آئین اور ضابطہ کی افادیت کیا جانے اس لئے توریت بطور آئین قبول کرنے کے لئے شاید یہ لوگ تیار نہ ہوئے چنانچہ منوانے کے لئے کوہ طور کا کچھ حصہ ان کو ڈرانے کے لئے اٹھانا پڑا۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ لوگ کوہ طور کے بلند پہاڑی کے نیچے خیمہ زن تھے اس لئے ان کو بلند پہاڑوں سے ڈرایا گیا۔ کوہ طور کا اٹھانا در حقیقت اس کی بلندی سے عبارت ہے یہ تاویل ان لوگوں کی ضرورت ہے جو معجزہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں ورنہ انبیاء کے معجزے ہمیشہ ایسے ہوتے ہیں جن تک رسائی سے عقل عاجز رہتی ہے قرآن کے واضح معنی ہونے کے بعد ایسی کسی تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ فرشتوں نے پہاڑ اٹھا کر ان سے دو باتوں کا وعدہ لیا۔ ایک تو اس کتاب کی تلاوت کرو گے تاکہ اس کی حقیقت تمہارے اذہان میں راسخ رہے اور دوسرا وعدہ یہ تھا کہ تم اس کو عملی زندگی میں اپنا کر مضبوطی سے تھامنے کا مظاہرہ کرو گے۔

قرآن کے انداز بیان سے واضح ہے کہ ان لوگوں نے پہاڑ کو اپنے سروں پر دیکھتے ہوئے ماننے کا اعتماد دلایا لیکن خوف کے مراحل سے گزرنے کے بعد یہ لوگ ایفاء نہ کر سکے اور بے وفائی کا نمونہ بن کر رہے پھر بھی ان لوگوں سے کہا جا رہا ہے کہ اگر اللہ تعالی کی خاص مہربانی نہ ہوتی تو بے وفائی کے نتیجہ میں تمہاری ہلاکت کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔

یہ کوئی نئی بات نہیں کہ تمہارے آباؤاجداد نے بے وفائی کا مظاہرہ کیا بلکہ وعدہ خلافی اور قانون الہی کے مقابلہ میں ہٹ دھرمی پر اتر آنا ان کی عادت رہی ہے چنانچہ حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم کی بے وفائی تاریخی حقیقت ہے جس سے یہود کی پوری نسل آگاہ ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل سورہ انعام میں انشاء اللہ آئے گی کہ یہ لوگ دریا کے کنارے آباد تھے مچھلی پکڑنا ان کا کاروبار تھا ہفتہ کا دن عبادت کے لئے خاص ہو کر شکار پر پابندی تھی خدا کی

قدرت بھی عجیب رہی کہ ہفتہ کے علاوہ دوسرے ایام میں مچھلیاں نہیں ہوتی تھیں ہفتہ کے دن پورا پانی مچھلیوں سے بھر جاتا آخرکار صبر نہ کر سکے اور شکار کرنے کے لئے حیلہ تلاش کرنے لگے کہا جاتا ہے کہ ہفتہ کے دن دریا سے چھوٹی چھوٹی نہریں بنا کر مچھلیوں کو تالاب میں جمع کر لیتے اور پھر دوسرے دن آکر پکڑتے۔ تالاب میں مچھلیاں جمع کر کے دوسرے دن آسانی سے پکڑنا بھی شکار تھا اس لئے قوم کا سنجیدہ طبقہ اس پر ناراض رہا البتہ بعض لوگ اسے مجرمین کا ذاتی فعل سمجھ کر دخل اندازی کے حق میں نہ تھے آخرکار حکم خداوندی سے یہ چھوڑ ان کے باہمی ترک تعلق کا ذریعہ بنا جس کے نتیجہ میں مجرمین کو اللہ تعالی نے مسخ کر کے بندر بنا دیا۔ اور صرف وہ لوگ نجات کے مستحق ٹھہرے جو اس نافرمانی پر ناراض تھے چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ واقعہ اس وقت اور بعد میں آنے والوں کے لئے نمونہ بنایا تاکہ آئندہ کوئی شخص حکم خداوندی کے مقابلہ ایسی جرأت نہ کر سکے۔ قرآن کے الفاظ بظاہر یہ بتا رہے ہیں کہ یہ مسخ حقیقتہً تھی دوسرے لوگ ان کی شکل دیکھ رہے تھے اس میں کوئی استبعاد بھی نہیں۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ یہ لوگ بندر بن کر تین دن میں مر گئے۔ موجودہ بندر مستقل نسل ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے۔

حیلہ کی شرعی حیثیت۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہود کا یہ حیلہ اللہ تعالی کو پسند نہیں آیا اور اس حیلہ گری پر ان کو سزا دی گئی لیکن اس سے مطلق حیلہ کے بطلان اور بے سود ہونے پر استدلال ممکن ہے یا نہیں؟ قدیم دور میں حیلہ کے جواز اور عدم جواز مذہبی تناظر میں دیکھا جاتا۔ خود احناف کے درمیان امام ابو یوسف اور امام محمد کے حوالہ سے کراہت اور عدم کراہت کے عنوان سے یہ مسئلہ اختلافی رہا۔ امام بخاریؒ نے بھی احناف پر حیلہ کے جواز پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ دوسرے مذاہب میں ذمہ داری نبھانے کے لئے اچھی تدابیر سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لیکن موجودہ وقت ہمارے بعض علاقائی رسم ورواج کے حوالہ سے (حیلہ اسقاط) نے خاصی اہمیت اختیار کی ہے بلکہ بعض جگہوں میں اس پر مناظرے کئے

Scanned with CamScanner

گئے اور مباحلہ تک نوبت پہنچ گئی حالانکہ فقہاء کے بیانات کی روشنی میں حیلہ اسقاط بذات
خود مشروع ہے۔بشرطیکہ ان شرائط کی رعایت ہو جو فقہاء نے بیان کی ہیں لیکن مروجہ حیلہ
فقدان شرائط کی وجہ سے فراغت ذمہ کے لئے بے سود ہے۔اس لئے اس کی حیثیت محض
ایک رسم کی ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

واذقال موسی لقومه ان الله یأمرکم ان تذبحوا بقرة قالوا اتتخذنا هزوا
قال اعوذ باالله ان اکون من الجاهلین ٥ قالوا ادع لنا ربك یبین لنا ماهی
قال انه یقول انها بقرة لا فارض ولا بکر – عوان بین ذلك فافعلوا ما
تؤمرون ٥ قالوا ادع لنا ربك یبین لنا مالونها قال انه یقول انها بقرة
صفراء فاقع لونها تسر الناظرین – قالوا ادع لنا ربك یبین لنا ماهی ان
البقرتشابه علینا وانا ان شاء الله لمهتدون ٥ قال انه یقول انها بقرة لا
ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمة لاشیة فیها قالوا الئن جئت
باالحق فذبحوها وماکادو یفعلون ٥

ترجمہ۔اور یاد کرو وہ وقت جب موسی نے اپنی قوم سے کہا۔بے شک اللہ تعالی تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے ساتھ دل لگی کرتے ہو موسی نے کہا اللہ کی پناہ ہو کر میں دل لگی کر کے ناواقف کاروں میں شامل ہو جاؤں۔کہنے لگے اچھا اپنے رب سے پوچھو وہ ہمیں گائے کی کچھ تفصیل بتادے آپ نے کہا اللہ تعالی فرماتے ہیں۔وہ گائے ایسی ہونی چاہئیے جو چھوٹی ہو اور نہ بوڑھی بلکہ درمیان عمر کی ہو۔پس وہی کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔یہود کہنے لگے اچھا اپنے رب سے پوچھو وہ بتادے کہ اس کا رنگ کیسے ہوگا ؟ آپ نے کہا وہ فرماتے ہیں زرد رنگ کی گائے ہونی چاہئیے ایسا شوخ رنگ ہو کہ دیکھنے والوں کو مسرت حاصل ہو۔کہنے لگے اپنے رب سے مزید پوچھئے کہ ہمیں گائے کے بارے میں مزید تفصیل بتادے کیونکہ ہم کو اس میں زیادہ فرق نہیں کر سکتے اگر اللہ تعالی نے چاہا تو ہم مقررہ گائے پاکر ذبح کریں گے آپ نے کہا اللہ تعالی فرماتے ہیں یہ گائے نہ زمین میں ہل

چلانے والی ہے اور نہ پانی کھینچنے والی۔صحیح وسالم اور بے داغ گائے ہونی چاہئیے کہنے لگے آپ نے ابھی واضح بات کہہ دی انہوں نے گائے ذبح کی قریب تھا کہ وہ یوں نہ کرتے۔

یہود کی دوسری خباثت یعنی اللہ تعالی کے حکم کے سامنے ہٹ دھرمی اور بے جا لیت ولعل کا ذکر ہے۔اکثر مفسرین آئندہ آیات میں واقعہ کی ابتداء اور ان آیات میں انتہا سمجھتے ہوئے تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں ایک واقعہ ہے لیکن قرآن نے اپنے خاص انداز میں آگے پیچھے رکھ کر یہود کی متعدد خباثتوں کی طرف اشارہ کر دیا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ بھی ممکن ہے دونوں مختلف واقعات ہوں اور مختلف اوقات میں پیش آئے ہوں۔

بنی اسرائیل مصر میں رہتے ہوئے فرعونی تہذیب و ثقافت سے متاثر تھے وہاں گوسالہ پرستی کا رواج عام تھا اس لئے ان کے دل گائے کی محبت سے بھرے تھے وہ گائے کی توہین برداشت نہیں کر سکتے تھے چنانچہ سامری نے ان کی گمراہی کے لئے گائے کی عبادت کی ترکیب سوچی جو سو فیصد کامیاب رہی۔ان آیات کے حوالہ سے شاید ان کا امتحان لینا مقصود تھا۔کیا اللہ تعالی کی توحید پر قائم رہتے ہوئے گوسالہ پرستی کا تصور اب تک موجود ہے۔یا نہیں؟ کیا توحید کا سبق ان کو یاد ہے یا قدیم فطری عادتوں کی تاریکیوں سے مغلوب ہو کر موسی کے رنگ میں نہیں رنگے گئے چنانچہ آپ نے قوم سے کہا اللہ تعالی تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے اس میں کسی گائے کا تعین نہیں تھی کوئی گائے یہ لوگ ذبح کرتے تو حکم کی تعمیل ہو جاتی اور امتحان میں کامیاب ہو جاتے۔سب کو معلوم ہو جاتا کہ پرانی عادتیں یہ لوگ بھول گئے ہیں ابھی ایک نئے جذبہ سے قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔اگر گائے ذبح کر لیتے تو معلوم ہوتا کہ آزادی کی نعمت حاصل کرنے والی قوم سے آگے جو توقعات وابستہ ہیں وہ پوری ہو سکتی ہیں۔لیکن بد قسمتی سے اس قوم نے یہاں بھی ذہنی غلامی کا ثبوت دیا اور آزادی کی نعمت سے محرومی کا مظاہرہ کیا۔دلوں میں گائے کی محبت کا عقیدہ رکھتے ہوئے

Scanned with CamScanner

گائے کا ذبح کرنا ان کو نا آشنا لگا چنانچہ کہنے لگے اے موسیٰ مقدس گائے کے ذبح کا حکم دیکر ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہو آپ نے فرمایا معاذ اللہ میں کبھی یہ حرکت نہیں کر سکتا کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم میں مذاق کر کے ناواقف کار ہوں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ تم گائے ذبح کرو۔ جب ان کو یقین ہوا کہ گائے کے ذبح کے بغیر ہمارے لئے اور کوئی چارہ نہیں پھر بھی اس کو ٹالنے کی کوشش کی کبھی عمر کے بارے میں پوچھتے رہے کبھی رنگ کے تعین کی خواہش ظاہر کی اور کبھی کھیتی باڑی یا پانی کھینچنے کی عادت ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں معلومات کیں۔ آخر بار ان کے منہ سے ﴿انشاء اللہ﴾ کا جملہ نکلا حدیث میں ہے اگر یہ جملہ نہ کہتے تو کبھی ان کو گائے ذبح کرنے کی توفیق نہ ملتی۔ ابتداء میں اگر مطلق کوئی گائے ذبح کر لیتے تو ذمہ فارغ ہوتا لیکن بار بار پوچھنے نے ان کو مشکلات سے دوچار کیا اور مقرر شرائط پر پوری اترنے والی گائے کا ملنا دشوار ہوتا جا رہا تھا چنانچہ جو گائے ان کے معیار پر پوری اتری وہ ایک ایسے شخص کی تھی جو اپنی بوڑھی ماں کی خدمت گزار اور نیک بخت آدمی تھا آخر کار گائے کی کھال سونے سے بھر کر ان کو خریدنا پڑا اور بادل ناخواستہ اپنے ہاتھوں سے قدیم متروک معبود کو ذبح کر دیا۔

اوصاف کے ذریعہ کسی چیز کا تعین۔ بنی اسرائیل کو درمیانی عمر کی زرد رنگ والی گائے جو نہ زمین جوتی ہے اور نہ پانی کھینچتی ہے سے اوصاف بیان کر کے گائے کی تعین کی گئی اس لئے ان کو تلاش میں کافی محنت کرنی پڑی اور آخر کار خریدنے میں کامیاب ہوئے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے اوصاف بیان کر کے تعین کی جا سکتی ہے چنانچہ عقد سلم میں اوصاف کی بیان کر کے مسلم فیہ کی تعین ہوتی ہے تاہم حیوانات کی خوبیوں کا ادراک بیان سے ممکن نہیں اس لئے فقہ حنفی کی رو سے حیوانات میں سلم جائز نہیں مذکورہ گائے میں اوصاف سے تعین چونکہ وحی کے ذریعہ کی گئی ہے۔ اس لئے دوسرے حیوانات میں سلم کے اوصاف کے ذریعہ تعین نہیں کی جا سکتی ہاں ایسی چیزیں جن کی مثل موجود ہو ان میں اوصاف کے ذریعہ

تعین ممکن ہے ان کے سلم کے جواز میں شک نہیں اوصاف کے ذریعہ تعین کو مد نظر رکھتے ہوئے شرعی نقطہ نظر سے کسی شخص کے لئے غیر محارم کو اپنی بیوی کے اوصاف یا کسی بیوی کے لئے دوسری عورتوں کو اپنے خاوند کے اوصاف بیان کرنا جائز نہیں کیونکہ اوصاف سے جو تصوراتی نقشہ ذہن میں قائم ہوتا ہے اور اس سے جو تخیلاتی تعین آتی ہے وہ بسا اوقات فتنہ و فساد کا باعث بنتی ہے۔

انشاء اللہ کی برکت۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود اگر انشاء اللہ نہ کہتے تو ان کو گائے ذبح کرنے کی توفیق نہ ملتی یہی وجہ ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ مستقبل کے کسی کام کرنے کا ارادہ ﴿انشاء اللہ﴾ کے بغیر ظاہر نہ کریں۔ ہم بھی کرتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یوں کروں گا۔ کے کلمات سے استفادہ ضروری ہے اگرچہ نفس لحاظ سے بسا اوقات یہ استثنی شمار ہو کر حکم کی تاخیر کا ذریعہ بنتا ہے۔ لیکن وعدہ کرتے وقت اگر صرف تبرک کے لئے بولا جائے تو ایسی صورت میں استثناء شمار کرنا مشکل ہے ایسی حالت میں یہ صرف تبرک تک محدود رہے گا۔

انقلاب ماہیت

مفتی ذاکر حسن نعمانی

اللہ تعالی نے انسانوں کے زندہ رہنے کیلئے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں جو چیزیں انسان کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے فائدہ مند تھیں ان کا استعمال بطور غذا یا دوا کے جائز قرار دے دیا اور جو چیزیں انسان کیلئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے مضر تھیں انکے استعمال سے روک دیا حرام کی دو قسمیں ہیں، جو فی نفسہ حرام ہیں جیسے خنزیر اور مردار وغیرہ انکے استعمال میں جسم اور روح دونوں کا نقصان ہے، ایک وہ حرام ہے جو فی نفسہ حرام نہ ہوں بلکہ ملک الغیر ہونے کی وجہ سے حرام ہوں، مثلاً کسی کی مرغی بلا اجازت کھا جانا، اسمیں اگرچہ جسم کا فائدہ ہے لیکن روح کا نقصان ہے۔

حلال اور جائز اشیاء کا استعمال: پھر ان حلال، پاک اور جائز اشیاء کا استعمال کبھی اپنی شکل میں ہوتا ہے، کبھی شکل بدل جاتی ہے، یہ تبدیلی کبھی کسی شئی کے اختلاط کی وجہ سے ہوتی ہے، اختلاط کبھی حلال اور حرام اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی پاک اشیاء کا اختلاط سے کبھی اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے کبھی نہیں بدلتی، اختلاط کی وجہ سے کبھی اشیاء و اجزاء مختلطہ کا نام بھی بدل جاتا ہے، کسی شے کی حقیقت کبھی مصنوعی عمل سے بدلتی ہے، جیسے انگور کے شیرہ سے شراب بنانا یا شراب سے سرکہ بنانا کبھی فطری تبدیلی ہوتی ہے، جیسے نطفہ سے مضغہ، علقہ اور انسان کا بننا ہے، نطفہ پلید ہے اور انسان پاک ہے، پھلوں اور سبزیوں اور اناجوں کے کھیت کو کبھی گندے نالون کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، فصلوں کو خوب بار آور کرنے کیلئے گوبر اور مینگنیوں کی کھاد ڈالی جاتی ہے پھر پانی سے سیراب کرتے ہیں، گندہ پانی یا کھاد تو پلید ہے، لیکن یہ پانی قدرتی طور پر فلٹر ہو کر صاف پانی ہر اگنے والے درخت کے ہر جز کا حصہ بنتا ہے۔

(۲۳۳)

اناج، سبزی اور پھل میں گندگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ضروری نہیں کہ ہر مصنوعی عمل سے کسی چیز میں تبدیلی آکر اسکی حقیقت بدل جائے، فطری تبدیلی پر قیاس صحیح نہیں اسلئے کہ فطری تبدیلی میں اللہ کی قدرت استعمال ہوتی ہے، اللہ تعالی جس طرح نئی چیز پیدا کرنے پر قادر ہیں اسطرح کسی شئی کی حقیقت کو بدل بھی سکتے ہیں، مثلاً گوشت سے پتھر بنادیں، لیکن مصنوعی طریقہ میں بندہ کی ہنر مندی کا دخل ہوتا ہے، بندہ صرف اسباب کو استعمال کرتا ہے اس کے ذریعے کبھی کسی شے کی حقیقت بدل جاتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی بندے کو کسی شے کی حقیقت بالکل بدل دینے پر قدرت حاصل نہیں۔

اختلاط اشیاء اور اس کے حکم سے قبل یہ بات ذہن نشین کریں کہ حرام اور پلید اشیاء کی قسمیں ہیں (۱) کسی چیز کا بالذات پلید اور حرام ہونا اسکی پلیدی اور حرمت میں کسی خارجی شئی اور عمل کا دخل نہیں ہوتا، اس میں ضروری نہیں کہ ذات کی پلیدی کی وجہ کچھ ایسے اوصاف بھی ہوں جن کی وجہ سے پلید کا حکم لگ جائے اگر وہ اوصاف نہ ہوں تو پلیدی اور حرمت کا حکم نہ لگے، مثلاً خنزیر اور اسکا گوشت، مردار جانور اور خنزیر کا گوشت اپنی ذات کے اعتبار سے پلید ہے، انکے گوشت میں اوصاف کا اعتبار نہیں کہ رنگ، بو اور ذائقہ کا لحاظ رکھا جائے، اگر قصائی کے تخت پر، خنزیر، کتے مردار اور حلال جانور کا گوشت رکھا جائے تو تخت پر پڑے ہوئے مختلف اقسام کے گوشت میں ناواقف آدمی فرق نہیں کر سکتا کہ کونسا گوشت حلال ہے کونسا حرام ہے یہی وجہ ہے کہ بعض بدبخت قسم کے قصائی لوگوں کے ہاتھ حرام اور مردار گوشت فروخت کر کے کھلاتے ہیں، کھاتے وقت ناواقف لوگ محسوس نہیں کر سکتے کہ یہ گوشت حرام ہے، البتہ جس شخص کو علم ہو گا وہ کہے گا کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے یہ حرام ہے اور یہ حلال حاصل یہ نکلا کہ بعض اشیاء جو ذات کے اعتبار سے پلید اور حرام ہوں انکی حرمت کسی ٹیسٹ یا حواس خمسہ سے معلوم نہیں کی جاتی جب تک اسکو قطعی طریقہ سے معلوم نہ ہو کہ یہ خنزیر اور مردار کا گوشت ہے، اس قسم کی پلیدی اور حرمت اکثر جامد اور ٹھوس اشیاء میں ہوتی ہے (۲) دوسری قسم کی پلیدی اور حرام شئی سیال چیز ہے جسکو

مائع (Liquid) کہتے ہیں - یعنی بہنے والی چیز، اسکی دو قسمیں ہیں ذات (عین) اور اوصاف
کے لحاظ سے پلید اور حرام - یہ سیال چیز بھی دراصل ذات اور عین کے لحاظ سے حرام ہوتی
ہیں لیکن اوصاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فلاں حرام بہنے والی چیز ہے، یہ اوصاف
جہاں پائے جائیں فوراً اسکا نام اور حکم سامنے آجاتا ہے مثلاً پیشاب سفید اور بھوسے (تین)
کے رنگ کی طرح ہوتا ہے اور انتہائی ناقابل برداشت گندی بو ہوتی ہے ہر آدمی بدبو سونگھ کر
جان لیتا ہے کہ پیشاب ہے، منی کا رنگ سفید ہوتا ہے بو کیلے کی طرح ہوتی ہے، گاڑھا پن
ہوتا ہے، خون سرخ ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کی بو رکھتا ہے، پیپ زرد اور گاڑھی ہوتی ہے
کبھی سفید ہوتی ہے، ان مذکورہ سیال پلیدیوں کے اپنے اپنے اوصاف ہیں جن کا احساس
کر کے ہر شخص اسکو جان لیتا ہے کہ خون ہے پلید ہے، منی ہے پلید ہے پیشاب ہے اور پلید
ہے

مذکورہ سیال مادے کسی خارجی عمل کی وجہ سے پلید نہیں ہوئے بلکہ اپنی فطرت اور پیدائش
کے لحاظ سے پلید اور حرام ہیں

(۳) سیال اشیاء کی دوسری قسم اور حرام کی تیسری قسم وہ ہے جو اپنی ذات،
فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے حرام نہیں بلکہ کسی خارجی عمل، اختیاری یا غیر اختیاری کی
وجہ سے اسمیں کچھ اوصاف ایسے پیدا ہو جائیں جسکی وجہ سے اس پر پلیدی اور حرمت کا حکم
لگ جاتا ہے، مثلاً شراب کی مختلف اقسام اور پلید پانی جو انگور، کھجور، شہد، شیرہ، جو، مکئی اور
گنے سے بنائی جاتی ہے یہ شراب اصل کے اعتبار سے پاک ہے مثلاً انگور کھجور اور گنے کا شیرہ
ان میں مصنوعی عمل کے ساتھ سکر کا وصف پیدا کیا جاتا ہے جسکی وجہ سے ان شرابوں کا
استعمال حرام ہو جاتا ہے اس طرح پلید پانی اصل کے اعتبار سے طاہر اور مطہر ہے لیکن کبھی
اسمیں گندگی گر جاتی ہے یا ملائی جاتی ہے، جسکی وجہ سے وہ پانی پلید ہو جاتا ہے، گندگی کے
سے کبھی تو پانی کے اوصاف، رنگ، بو اور ذائقہ بدل جاتے ہیں، جیسے تھوڑے پانی میں زیادہ

لئے، لیکن پانی اپنی قلت کی وجہ سے اس گندگی کا تحمل نہیں کر سکتا اور پلید ہو جاتا ہے، مثلاً
ایک گھڑا پانی میں چند قطرے پیشاب کے ڈال دینے سے گھڑے کا پانی پلید ہو جائیگا، حالانکہ
پانی کے اوصاف رنگ بو اور ذائقے میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی اس پانی کی حرمت اور
پلیدی معلوم کرنے کیلئے قطعی علم یا کسی خبر دینے کی ضرورت ہے ورنہ ناواقف آدمی اس پلید
پانی کی حرمت معلوم نہیں کر سکتا۔

اور اگر پانی کثیر ہے تو گندگی کے ملنے سے پلید نہیں ہوتا جب تک گندگی کا اثر
جاری پانی میں ظاہر نہ ہو اس وجہ سے شہروں میں بہنے والے تمام گندے نالوں کا پانی پلید ہے
کیونکہ ان پانیوں میں گندگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، اگر پانی میں ملنے والی کوئی پاک ٹھوس
چیز ہے جیسے صابن اور زعفران وغیرہ تو اسطرح پانی پلید نہیں ہوتا البتہ وضو کے جواز کیلئے پانی
کی طبعیت درقت اور سیلدن کا بقاء ضروری ہے۔

اگر پانی کی طبیعت یعنی رقت اور سیلدن باقی نہیں رہا تو اس ملاوٹ والے پانی سے
وضو جائز نہیں، اور اگر پانی میں ملنے والا مائع ایسا ہے جس کا کوئی وصف نہیں جیسے عرق گلاب
جسکی کوئی خوشبو باقی نہ رہی ہو تو اسمیں غلبہ کا اعتبار ہوگا بلحاظ وزن کے، صاف پانی کے ساتھ
ماء مستعمل مل جائے تو پھر بھی اس کا یہی حکم ہوگا مثلاً ایک کلو صاف پانی ہے اور اسکے ساتھ
ڈیڑھ کلو ماء مستعمل ملا دیا تو اس پانی کے ساتھ وضو ناجائز ہے، اگر کوئی دو دو دو دو دو وصف والا
مائع مثلاً دودھ پانی کے ساتھ مل جائے اور اسکا کوئی ایک وصف پانی میں ظاہر ہو جائے تو اس
پانی سے وضو جائز نہیں اور نہ دودھ والے پانی کو کوئی پانی کہتا ہے، مثلاً دودھ کی سفیدی پانی
میں آجائے دودھ میں مزہ اور رنگ ہوتا ہے، مگر بو اس میں بہت ہلکی نہ ہونے کے برابر ہوتی
ہے، اور اگر بہنے والی شی کے تین اوصاف جس سے دو وصف پانی میں ظاہر ہو گئے تو پانی سے
وضو جائز نہ ہوگا جیسا کہ سرکہ۔

تشریح بالا سے چند چیزوں کا حکم معلوم کرنا آسان ہے مثلاً شوربا اور یخنی، گائے
بھینس، مرغی کے گوشت میں پانی ڈال کر ابالیں، تو اس پانی میں گوشت کا رنگ اور ذائقہ

Scanned with CamScanner

آجائیگا، اور اس پانی کا نام اب شوربا اور یخنی ہے، اب یہ شوربا مطلق پانی نہیں بلکہ مقید پانی ہے لہذا اس شوربے کے ساتھ وضو جائز نہیں اگرچہ اسمیں پانی کے اجزاء وافر مقدار میں موجود ہیں،

اشجار اور آلو کا پانی۔اگر آلو اور اشجار سے جوس کی طرح پانی نکالا جائے یا خود بخود نکلے تو وضو جائز نہیں اسلئے کہ یہ مطلق پانی نہیں نام بدل گیا، مثلاً آلو کا پانی، یہ پانی مقید ہو گیا، حالانکہ آلو میں پچھتر فیصد (75%) پانی ہوتا ہے، اسطرح شربت انار اور شربت امرود وغیرہ ان میں پانی کے اوصاف اور طبعیت بھی باقی نہیں رہتی اور نام بھی بدل جاتا ہے گویا نام بدلنا اس بات کی دلیل ہے کہ مطلق پانی کے اندر تبدیلی آگئی ہے۔

وہ پلید مائع جو کسی مصنوعی وصف کی وجہ سے پلید ہو تو اسمیں تبدیلی آسان ہوتی ہے، مثلاً شراب میں اصلی اور فطری پلیدی نہیں ہوتی بلکہ خارجی عمل کی وجہ سے اسمیں ایک مصنوعی وصف سکر پیدا ہو جاتا ہے، شراب کے استعمال میں تبدیل کرنا بڑا آسان ہے، شراب میں نمک ڈال دیں تو مصنوعی وصف سکر ختم ہو کر حرام شراب جائز سرکہ میں تبدیل ہو جائے گی، اسلیئے کہ شراب سے حرمت کا وصف بالکل ختم ہو گیا ہے اور شراب کا سرکہ میں تبدیل ہونا حقیقی تبدیلی ہے، شوربے کے ساتھ وضو نا جائز ہے، لیکن اگر اسمیں پانی ملاتے جائیں یہاں تک کہ شوربے کے اثرات ختم ہو جائیں اور پانی کے اوصاف نمایاں ہو جائیں، تو یہ شوربے میں تبدیلی ہو گی، اب اسکے ساتھ وضو جائز ہو گا، اگر گندے پانی کو مشین کے ذریعے فلٹر کیا جائے اور پانی قلیل نہ ہو بلکہ کثیر یا اس کے حکم میں ہو یعنی دہ در دہ ہو، اور کشید گی کے عمل سے گندگی کے اثرات ختم ہو جائیں تو پانی پاک ہو جائیگا۔

جاری پانی اس وقت پلید ہوتا ہے، جب اس میں گندگی کے آثار ہوں جیسے کہ نورالایضاح میں ہے﴿او جارياً وظهر فيه اثرها﴾ یعنی جاری پانی میں گندگی کا اثر ظاہر ہو جائے تو پلید ہے﴿والاثر طعم اولون اوريخ﴾ پانی میں اگر گندگی کے تین اوصاف (مزہ رنگ بو) میں سے کوئی ایک اثر بھی ظاہر ہو جائے تو پانی اگرچہ کثیر ہو پلید ہو گا، ہاں وہ بندہ پانی جو کثیر ہو اسکو فلٹر کرنے میں ضروری ہے کہ گندگی کے اثرات ثلاثہ ختم ہو جائیں۔

استہلاک عین۔اختلاط اشیاء میں ضروری نہیں کہ استہلاک عین ہو، اگرچہ اشیاء مختلط کا نام بدل جائے۔استہلاک عین تو اس وقت ہو گا جب شئی مختلطہ کے اثرات کسی طرح بالکل ختم ہو جائیں۔دودھ، پتی، شکر اور پانی ملا کر ابالیں تو اس کو چائے کہتے ہیں اور تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے، دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو دودھ پتی کہتے ہیں چائے میں دودھ، پتی اور شکر کے اثرات مکمل طور پر محسوس ہوتے ہیں صرف پانی کے اوصاف بدل جاتے ہیں ورنہ پانی کے اجزاء بھی موجود ہوتے ہیں لیکن محسوس نہیں ہوتے۔

شراب اور نمک ملائیں تو نام بدل کر سرکہ پڑ جائے گا اور شراب کا وصف سکر ختم ہو کر شراب کا استہلاک عین ہو گا کیونکہ شراب کے اسکاری اثرات بھی ختم ہو گئے اور نام بھی بدل گیا، یہ استہلاک عین اور حقیقتاً تبدیلی ہے، پانی میں اتنا دودھ ملائیں کہ پانی کے اوصاف باقی نہ رہیں، پانی کا نام بھی بدل گیا اور اوصاف بھی نہ رہے یہ پانی کا استہلاک اور حقیقت کی تبدیلی ہے اگرچہ پانی کے اجزاء موجود ہیں، گدھا نمک کی کان میں ہلاک ہو جائے اور گل سڑ کر بالکل فنا ہو جائے تو استہلاک عین ہے، نمک کی کان میں گدھے کے اجزاء بالکل باقی نہیں رہتے نمک کا غلبہ اور اثرات ایسے ہیں کہ گدھے کی اجزاء کے اثرات بالکل محسوس نہیں ہوتے۔بڑی کان میں ایک گدھا کیا بے شمار حلال اور حرام جانور مر کر گل سڑ جاتے ہیں، گدھے کی مثال تو اسلیئے دی ہے کہ گدھے پر نمک کے ڈلے لاد کر لائے جاتے ہیں، گدھا نمک کی بڑی کان کو پلید نہیں کر سکتا، جسطرح تھوڑی گندگی جاری پانی کو پلید نہیں کر سکتی، رہی الکحل ملی دوائیاں تو ان میں شراب اور دیگر ادویات کے اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ان اجزاء کے اختلاط سے استہلاک عین نہیں آتا۔بلکہ دوا تو اس لئے بنائی جاتی ہے کہ ہر جز کا اثر موجود ہو اور وہ مریض کے بدن میں داخل ہو کر اپنا اثر دکھائے۔شراب

اس نے ملائی جاتی ہے کہ دوا دیرپا رہے - جلدی زہریلے اثرات پیدا نہ ہوں - جلدی خراب نہ ہو الکحل کا اثر ختم نہیں ہوتا - بلکہ الکحل ان اجزاء کے اثرات کو باقی رکھنے کے لئے خود باقی رہتی ہیں - میری تحقیق کے مطابق ان دواؤں میں انگور اور کھجور کی شراب نہیں ملائی جاتی بلکہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی شراب ہوتی ہے - خاص کر گنے کی شراب -

اگر یہ الکحل انگور اور شراب اور کھجور سے بنائی گئی ہو تو ایسی شراب کا استعمال اتنی مقدار میں جائز ہے کہ نشہ پیدا نہ کرے اور اگر ادویات کی الکحل انگور اور شراب کی ہے تو صرف ضرورت کے تحت بطور دوا اسکے استعمال کی گنجائش ہے -

ابن نجیم فرماتی ہیں ﴿الاستفشاء بالحرام يجوز اذا علم ان فيه شفاء ولم يعلم دواء آخر (البحر الرائق ج ١ ص ١٦٠)

بعض ٹھوس چیزوں کے اختلاط کے بعد ضروری نہیں کہ قلب ماہیت ہو بلکہ اختلاط ہوتا ہے اس لئے ہے کہ ان کے اثرات باقی ہوتے ہیں جیسے صابن، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے بنانے میں چربی استعمال ہوتی ہے - چربی کبھی حلال جانور اور کبھی مردار اور خنزیر کی ہوتی ہے - حرام اور مردار جانور کی چربی بھی حرام ہے - بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ اور صابن میں ان کا استعمال جائز نہیں - ان اشیاء کا استعمال نہ تداوی ہے اور نہ مجبوری ہے بلکہ صرف سینہ زوری ہے - البتہ حرام اور مردار جانوروں کی ہڈی، سینگ، بال اور دباغت شدہ کھال کا استعمال کسی بھی شکل میں جائز ہے مثلاً مردار اونٹ یا بھیڑ بکریوں کے بالوں سے اون تیار کر کے پھر سویٹر بنایا جائے تو اس سویٹر کا استعمال جائز ہے کھال کا بوٹ اور جوتا جائز ہے اور ان کی ہڈی کی تمام مصنوعات جائز ہیں لیکن خنزیر کا ہر جزء حرام ہی اس کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں -

جیلیٹن - کھال اور ہڈی کا پاؤڈر بنایا جاتا ہے - پھر بسکٹ، ٹافی اور آئس کریم میں اس کا استعمال ہوتا ہے ان اشیاء کا سیال مادہ میں گاڑھا پن اور جماؤ پیدا کرنے کے لئے اس پاؤڈر کا استعمال ہوتا ہے اور لذت بھی بڑھاتے ہیں یہ پاؤڈر کبھی مردار، حرام اور خنزیر کی کھال اور

ہڈی کا ہوتا ہے - کبھی حلال جانور کی کھال اور ہڈی کا - کھال اور ہڈی کا پاؤڈر بنانے سے ان کی حقیقت نہیں بدلتی - حقیقت اور اثر باقی رہتا ہے اس لئے تو ان کی ملاوٹ کی جاتی ہے - ورنہ سیال مادہ میں جماؤ اور لذت کہاں سے آگئی - صرف کھال اور ہڈی کی شکل بدل گئی ہے - اگر یہ پاؤڈر مردار اور حلال جانور کا ہے تو جیلیٹن کا استعمال جائز ہے اور اگر خنزیر کا ہے تو استعمال حرام ہے - قلب ماہیت تو اس وقت ہوگی جب جیلٹن کے ساتھ دیگر پاک چیزوں کا وافر مقدار میں اختلاط ہو کہ جیلیٹن کے اثرات ختم ہو جائیں - جیسے نمک کی کان میں گدھا گل سڑ کر بالکل نسیاً منسیاً ہو جاتا ہے -

مجمع الفقه الاسلامی (الهند) کا فیصله

بسم الله الرحمن الرحيم

انقلاب ماهيت

فیصلہ:

اسلامک فقہ اکیڈمی کے تیرہویں سیمینار منعقدہ ۱۳ تا ۱۶/ اپریل ۲۰۰۱ء بمقام جامعہ سید احمد شہید واقع کٹولی، ملیح آباد میں انقلاب ماہیت کے موضوع پر مندرجہ ذیل فیصلے طے پایا -

۱- شریعت میں جن اشیاء کو حرام یا ناپاک قرار دیا گیا ہے، ان کی حرمت و نجاست اس شئی کی ذات سے متعلق ہے، اگر کسی انسانی فعل، کیمیائی یا غیر کیمیائی تدبیر، یا کسی انسانی فعل کے بغیر طبعی اور ماحولیاتی اثر کے تحت اس شئی کی اصل حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوگئی تو اس شئی کا سابق حکم باقی نہیں رہے گا، اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں -

۲- تبدیلی ماہیت سے مراد یہ ہے کہ اس شئی کے وہ خصوصی اوصاف بدل جائیں جن سے اس شئی کی شناخت متعلق ہے، دوسرے غیر موثر اوصاف جو اس شئی کی حقیقت میں داخل نہیں، کا اس شئی میں باقی رہ جانا تبدیلی ماہیت میں مانع نہیں -

Scanned with CamScanner

۳۔ اگر حلال وپاک اشیاء میں حرام وناپاک شئی کا صرف اختلاط ہو، اصل حقیقت تبدیل نہ ہو، تو وہ حرام اور ناپاک ہی باقی رہے گی۔

۴۔ یہ سیمینار محسوس کرتا ہے کہ الکحل اور جیلاٹین وغیرہ میں قلب ماہیت کے متحقق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے پہلے ماہرین کیمیاء سے مناسب معلومات حاصل کرنا ضروری ہے، اس لئے یہ سیمینار اسلامک فقہ اکیڈمی کے ذمہ داروں سے خواہش کرتا ہے کہ اس موضوع پر فیصلہ کو کسی قریبی آئندہ سیمینار تک کے لئے ملتوی رکھا جائے۔ اور پہلے اس سلسلہ میں ماہرین سے ضروری معلومات حاصل کی جائیں اور ان سے علماء وارباب افتاء کو آگاہ کیا جائے تاکہ ان کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو۔

۵۔ یہ سیمینار مسلمان میڈیکل سائنس دانوں اور خاص کر عالم اسلام کے ارباب حل وعقد سے خواہش کرتا ہے کہ وہ طبی اغراض کے لئے دواؤں میں استعمال ہونے والے حرام وناپاک اجزاء کا متبادل نباتات، جمادات اور حلال مذبوح حیوانات سے دریافت کریں، تاکہ حرام ومشتبہ دواؤں سے اجتناب ممکن ہو سکے، کہ بحیثیت مسلمان یہ ان کا نہایت اہم مذہبی اور دینی فریضہ ہے۔

العصر کے شمارہ اپریل مئی ۲۰۰۱ء میں جدید ذرائع الابلاغ کے ذریعہ عقود اور معاملات پر مفتی ڈاکٹر حسن نعمانی کا تحقیقی مضمون شائع ہوا تھا، اسی مضمون سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی (الہند) کا حتمی فیصلہ یہ ہے۔

جدید ذرائع الابلاغ کے ذریعہ عقود ومعاملات کا شرعی حکم

فیصلے:

(۱) ”مجلس“ سے مراد وہ حالت ہے جس میں عاقدین کسی معاملہ کو طے کرنے میں مشغول ہوں۔ ”اتحاد مجلس“ کا مقصد ایک ہی وقت میں ایجاب کا قبول سے مربوط ہونا ہے اور اختلاف مجلس سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں ایجاب وقبول میں ارتباط کا تحقق نہ ہو سکے۔

(۲) (الف) فون اور ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ بیع میں ایجاب وقبول معتبر ہوگا، انٹرنیٹ پر بھی اگر بیک وقت عاقدین موجود ہوں اور ایجاب کے بعد فوراً دوسرے کی طرف سے قبول ظاہر ہو جائے تو بیع منعقد ہو جائیگی، اور ان صورتوں میں عاقدین کو متحد المجلس تصور کیا جائے گا۔

(ب) اگر انٹرنیٹ پر ایک شخص نے بیع کی پیشکش کی، دوسرا شخص اس وقت انٹرنیٹ پر موجود نہیں تھا، بعد کو اس نے اس پیشکش کرنے والے کا پیغام حاصل کیا، یہ صورت تحریر وکتابت کے ذریعہ بیع کی ہوگی، اور جس وقت وہ دوسرا شخص اس پیشکش کو پڑھے، اسی وقت اس کی جانب سے قبولیت کا اظہار ضروری ہوگا۔

(۳) اگر خریدار اور بائع نے اپنے معاملہ کو مخفی رکھنا چاہا اور اس کے لئے سکریٹ کوڈ (Secret Code) استعمال کیا تو کسی شخص کے لئے اس معاملہ سے باخبر ہونے کی کوشش جائز نہیں ہوگی، البتہ کسی اور شخص کا حق شفعہ یا کوئی اور شرعی حق اور عقد یا بیع سے متعلق ہو تو اس کی لئے اس مخفی معاملہ کے بارے میں واقفیت حاصل کرنا درست ہے۔

Scanned with CamScanner

دار الافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

آج کل کچھ بیرنگ چائنا میں بنتے ہیں ان پر لکھا ہوتا ہے MADE IN JAPAN اگر ان پر MADE IN CHAINA لکھا جائے تو پھر بازاروں میں کوئی نہیں لیتا ہے۔ کیا ایک دکاندار کے لئے ایسے بیرنگ کی فروخت جائز ہے یا نہیں۔ تاہم اگر ایسے شخص پر فروخت ہو جس کو بتایا جائے کہ یہ بیرنگ چائنا میں بنتے ہیں صرف ان پر جاپان کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ برضا ورغبت خریدے کیا اس بتانے سے خرید و فروخت کے اس معاملہ پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

مستفتی ــ محمود آٹو سٹور پشاور

الجواب و بالله التوفیق

اس میں کوئی شک نہیں کہ صنعت کے میدان میں جاپان نے دنیا بھر میں جو نام پیدا کیا ہے وہ پاتا کا نہیں MADE IN JAPAN کا جملہ بالذات اعتماد اور چیز کی بہتری کی علامت ہے جس سے گاہک کو راغب کیا جا سکتا ہے کسی چیز پر یہ جملہ دیکھ کر لوگ آنکھیں بند کر کے زیادہ قیمت پر لینے کے لئے تیار ہوتے ہیں جبکہ چائنا یا تائیوان کے مال سے یہ معاملہ نہیں ہوتا ہے اس لئے چائنا کے مال پر یہ جملہ لکھ کر فروخت کرنا صراحۃً دھوکہ ہے جبکہ آپ خود دیکھتے ہیں کہ اس جملہ لکھنے کے بغیر کوئی شخص یہ مال نہیں لیتا ہے امام مسلم ایک روایت نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة فادخل يده فيها فنالت اصابعه بللاً فقال ماهذا يا صاحب الطعام قال اصابته السماء يا رسول الله قال افلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غش فليس مني ــ

(٣٤٦)

Scanned with CamScanner

ترجمہ - حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر غلہ کے ایک ڈھیر پر ہوا آپ نے
میں ہاتھ ڈالا انگلیوں کو تری محسوس ہوئی آپ ﷺ نے پوچھا اے غلہ والے یہ کیا ہے
نے جواب دیا اس پر بارش ہوئی ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ تم نے گیلا غلہ
کیوں نہیں رکھا ہے تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکیں جس نے دھوکہ کیا وہ مجھ سے نہیں -
ایسا ہی کسی گاہک کو بتا کر فروخت کرنے کی صورت میں اگر یہ گاہک کاروباری شخص ہو
چیز خرید کر آگے دوسرے لوگوں پر فروخت کرتا ہو تو یہ معاملہ بھی ناجائز ہے - کیونکہ اس
میں کوئی ضمانت نہیں پائی جاتی کہ آگے جاکر یہ چیزیں دھوکہ پر فروخت نہ ہو بلکہ لازمی بات
ہے کہ وہ ان اشیاء کو آگے جاپان کے نام سے فروخت کرے گا - ایسی صورت میں خود
دھوکہ دینے کے علاوہ دوسرے کی دھوکہ دہی کے لئے معاون بننا بھی اضافی جرم ہے - تاہم
اگر ایک شخص ذاتی ضرورت کے لئے خرید کر دکاندار اس کو عیب بیان کرے کہ یہ پرزہ
چائنا کے ہیں اور اس پر جاپان لکھا ہوا ہے تو عیب بتانے کے بعد ایسے شخص پر فروخت کرنے
میں کوئی حرج نہیں - واضح رہے کہ ایسی صورت میں بیرنگ فروخت کرتے وقت یہ بتانا
ضروری ہے کہ اس میں یہ عیب ہے واثلہ بن اسقع سے روایت ہے سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول من باع عيباً لم يُنَبِّهه لم يزل فى مقت الله
اولم تزل الملائكة تلعنه - (مشكواة 1 ؍ 26)

ترجمہ - میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جس نے کوئی چیز
فروخت کر کے عیب کے بارے میں نہیں بتایا تو یہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالی کے قہر کا شکار
ہوگا یا فرشتے ہمیشہ کے لئے اس پر لعنت بھیجتے ہیں -

جہیز عورت کی ملکیت ہے

سوال - ایک لڑکی کی رخصتی کے وقت والدین یا بھائی جہیز میں سونا یا دوسری چیزیں دیدیں
پھر کہیں آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا بھائی یا والدین بیٹی سے جہیز میں دیا ہوا سامان واپس

ہیں - یا والد کی وفات کے موقعہ بھائی بہن کو وراثت سے محض اس لئے محروم
... والدین نے زندگی میں جہیز میں اس کو جتنا حصہ دیا ہے یا اس کے حصہ رسدی
... ایسی صورت میں وراثت پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں -

بینوا توجروا
نگہت شفیع پشاور

الجواب وباالله التوفيق
... کو جہیز میں جو چیزیں دی جاتی ہیں وہ بیٹی کی ملکیت شمار ہوتی ہیں عرف میں کہیں
... سے جہیز کی واپسی کا مطالبہ نہیں ہوتا اس لئے خود باپ یا اس کے پسماندہ ورثاء کا جہیز
... واپسی کا مطالبہ کرنا بے معنی ہے نیز یہ چونکہ والد کی زندگی کی حالت صحت و بقاء ہوش و
... اس کے مالکانہ تصرفات کا حصہ ہے اس لئے اس سے میراث پر کوئی اثر نہیں پڑتا -
... پسماندہ ورثاء کا لڑکی کو جہیز کی وجہ سے حق وراثت سے محروم رکھنا ظلم کے مترادف ہے -

... فی الدار المختار
... جهز ابنته .ولسمها ذلك ليس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده ان سمها
... ذلك فى صحته بل تختص به (هامش شامى ج ٢ / ٣٦٦)
ترجمہ - ایک شخص نے بیٹی کو جہیز دیکر حوالہ کیا اس کو یا اس کے ورثاء کے لئے اس کے
... مرنے کے بعد کی واپسی کا حق حاصل نہیں بلکہ یہ عورت ہی کی ملکیت رہے گی -

ریاکاری کے خطرہ سے نیکی چھوڑنا مناسب نہیں -

سوال - اگر ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت یہ محسوس کرے کہ ہو سکتا ہے میرا
... عمل ریاکاری کا شکار ہو کیا اس وقت اس کے لئے تلاوت چھوڑنا چاہیئے - یا نہیں

بینوا توجروا
ایک بندہ خدا

Scanned with CamScanner

اخبار الجامعہ

مولانا تحمید اللہ

ے تعلیمی سال نمبر 9 کا دورانیہ چہار نیم ماہی تک بحمد اللہ بخیر وعافیت پہنچا-انشاء اللہ
بیع الاول 1422ھ بمطابق یکم جون 2001ء چہار نیم ماہی امتحان شروع ہوگا- تحریری
ان تین جون تک جاری رہے گا روزانہ دو پرچے ہوں گے جس کے لئے صبح سات بجے
دس بجے تک اور ظہر اڑھائی بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک وقت مقرر ہے- ہر پرچہ
10 نمبرات پر مشتمل ہوگا جس میں سے تحریر کے 75 اور تقریر کے 25 نمبرات ہوں
- تقریری امتحان چار جون بروز پیر لیا جائے گا-

ر نیم ماہی امتحان میں اس دفعہ جامعہ کے علاوہ پبی شاخ کے تین درجات اعدادیہ-
ط- اولی اور شعبہ بنات مدرسہ فاطمۃ الزہرا کے دو درجات ثانویہ عامہ سال اول اور
ل دوم کی طالبات بھی اس امتحان میں شریک ہوں گی- جامعہ کے مرکز- پبی شاخ اور
رسہ فاطمۃ الزہرا میں پڑھائی وغیرہ کے نظام الاوقات جیسے امتحان کے طریقہ اور اوقات
میں یکجہتی اور یکسانیت ہوتی ہے- امتحان میں کامیابی کے لئے پچاس فیصد نمبرات حاصل
ضروری ہیں جبکہ پچاس فیصد سے کم نمبرات لینے والے ناکام قرار پاتے ہیں-

لات سے قبل تینوں ماہانہ جائزوں اور چہار نیم ماہی امتحان کے مجموعی نمبرات میں اول، دوم
سوم آنے والوں کے لئے جامعہ کی طرف سے انعامات یوم سرپرستان کے موقع پر دیئے
تے ہیں- امتحان کے اختتام پر معمول کے مطابق اساتذہ کرام کے مشورہ سے دس دن
طیلات ہوں گی- اس دوران جامعہ اور دوسرے شعبہ جات پانچ جون سے پندرہ جون تک
ند رہیں گے تاہم پبی شاخ کا شعبہ حفظ، جامعہ کا دفتر اور دفتر العصر کھلا رہے گا-

Scanned with CamScanner

تبصرہ کتب

نام کتاب- **مسنون دعائیں**

مؤلف- مولانا لیاقت علی شاہ صاحب

صفحات: **148** تبصرہ نگار- مولانا جلال الدین صاحب

کسی عاشق کے لئے اس سے زیادہ اور کیا لطف حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی زندگی محبوب کی خوشنودی کے رنگ میں رنگ ڈالے اور گویا نتیجۃً ایک جان اور دو قالب کے مانند ہوں۔

من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کے مصداق اور بفحوائے آیت اشد حبا للہ تو مؤمن کی شان بھی یہی ہونی چاہیئے کہ وہ عاشق زار ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا بیج مؤمن کے دل میں ڈال دیا ہے-اسی خاطر علامہ اقبال رقمطراز ہیں

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زین جہت بایک دگر پیوستہ ایم

اور جو اللہ کا عاشق ہو گا وہ رسول اللہ ﷺ کا بھی عاشق ہو گا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور اس کی زندگی کا وہ مطمح نظر بھی ہو گا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو اپنے افعال و اعمال میں سمو کر اتباع سنت کا ایک نمونہ بن جائے-اس امر کے پیش نظر بزرگان ملت اور علماء نے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو امت تک پہنچانے کے لئے مختلف ذرائع استعمال کئے ہیں-اسی جذبے کے تحت سنت سے وابستگی کی خاطر جناب مولانا لیاقت علی شاہ صاحب نے بھی مساعی جمیلہ کو بروئے کار لاکر مسنون دعاؤں کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے-جو بظاہر بہت ہی دلکش اور جاذب نظر ہے اور باطن میں رسول اللہ کی سنتوں اور ماثورہ دعاوں کا ایک حسین گلدستہ ہے جو ایک طلب گار مؤمن کے لئے انمول تحفہ ہے کہ وہ ان دعاوں کو یاد کر کے حرز جان بنا کر اس کے سایہ میں زندگی گزارے-

اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر سے نوازے-

Scanned with CamScanner

NO. P-402 MONTHLY AL ASR PESHAWAR

جامعہ عثمانیہ پشاور

amia Usmania Peshawar

منافع بخش کاروبار میں شرکت کی دعوت!

یاایھاالذین اٰمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم

(الصف

اے ایمان والو۔ میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک دردناک عذاب

کیا آپ چاہتے ہیں ؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یقیناً چاہتے ہوں گے کہ

حلال آمدنی دنیا و آخرت میں آپ کی بھلائی کا ذریعہ بنے تو اللہ تعالی کی رضامندی کا

جذبہ اپناتے ہوئے قرب وجوار میں غرباء ، یتیم بچوں کا سہارا بنیں اور دین کے

خصوصاً مدارس عربیہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا مال دین سیکھنے والوں پر خرچ کریں

اس سلسلہ میں ﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ کو نہ بھولیں جس کے

سال نمبر 9(۲۲-۱۴۲۱ھ) کا سالانہ تخمینی بجٹ ۳۷۸۰۸۴۶ سینتیس لاکھ اسی ہزار

سو چھیالیس روپے ہے۔ جس میں ساڑھے تین لاکھ روپے کتب، تفسیر کی خریداری اور

لاکھ روپے تعمیرات کے لئے ہیں۔ آپ کی زکواۃ و عطیات اور چرم قربانی کا بہترین مص

﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ ہمیشہ کے لئے توجہات کی فہرست میں رکھیں۔

اکاؤنٹ نمبر 0-716 یونائیٹڈ بنک سنہری مسجد روڈ پشاور صدر	فارن کرنسی اکاؤنٹ 60035-3 حبیب بنک ارباب روڈ پشاور صدر

آپ کا خیر اند

مفتی غلام الر

Scanned with CamScanner